ماہ اگست ۲۰۰۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔

اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ (الاسراء ۲۷) حق تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا کہ "فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں"
اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْکَافِرِ (صحیح مسلم) ۔جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "دنیا مومن کے لئے قیدخانہ اور کافر کیلئے جنت ہے" یعنی کافر کی آزادی صرف دنیا میں ہے کفر کی حالت میں مر گیا تو اس کے لئے کبھی آرام و سکون نہیں ہے اور مسلمان کیلئے دنیا کو قیدخانہ اس لئے کہا گیا کہ اس کو آخرت میں جنتی جگہ اور حصہ ملنا ہے اس کے حساب سے دنیا پنجرہ ہے ۔مسلمان کی آزادی مرنے کے بعد شروع ہوتی ہے ۔دنیا میں ہم حق تعالیٰ شانہ کے غلام ہیں ۔بحیثیت غلامی یعنی عبادت کرتے آئے ہیں ۔

پاکستان کا ملنا اور کافروں سے آزادی حاصل ہونا ایک بہت بڑی نعمت ہے جو ہمیں رب کی غلامی کی بدولت میسر ہوئی اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم رب کے حکموں سے بھی آزادی منانے لگیں جس نے یہ آزادی دی ہم اس کو ہی بھول جائیں ۔اور طرح طرح کے الٹے سیدھے کام کرنے لگیں جائز و ناجائز ،حلال و حرام کی پہچان چھوڑ بیٹھیں ۔مردوں عورتوں کا میل جول بے تکلفانہ شروع کر دیں ۔نماز کی چھٹی کرادیں ۔حقوق کی پامالی شروع کر دیں اور موٹر سائیکلوں کے سلنسر کھول کر شور شرابے کی خوفناک اذیت پہنچانے لگیں ۔آزادی کے نعرہ سے حیا کا جنازہ نکال دیں ۔نہیں ہرگز نہیں ۔غلامان رب کی غلامی کی بدولت اور ان کی دعاؤں سے کلمہ کے نام پر یہ ملک بنا ہے جس کی بہت سی خصوصیات ہیں ان میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ پاکستان کی سمت اور رخ بیت اللہ کے حجر اسود ملتزم اور دروازے کی طرف ہے ۔جس طرف منہ کر کے دعا مانگنے کو دل چاہتا ہے ۔ملتزم حجر اسود اور دروازے کے درمیان والے حصہ کو کہتے ہیں جس کے سامنے کھڑے ہو کر دعا مانگو تو قبول ہوتی ہے ۔لہٰذا اس آزادی کے دن ہمیں توبہ و استغفار کے ساتھ ملک و ملت کیلئے دعائیں مانگنی چاہیں ۔جھنڈیاں لگانا ، باجا خریدنا سب فضول کام ہیں ۔اس لئے 14 ۔اگست والے دن چوبیس گھنٹے میں خصوصاً خود بھی غلط باتوں ، کاموں اور فضول خرچی سے بچیں اور بچوں کو بھی ان سب لغویات سے نگرانی کر کے بچائیں ۔کسی نے پاکستان کے متعلق کہا تھا کہ یہ اتنا مضبوط ملک ہے کہ ہر بندہ اسے توڑنے کی کوشش کر رہا ہے پھر بھی نہیں ٹوٹتا ۔کسی نے یہ بھی کہا تھا کہ پاکستان (نعمتوں کے لحاظ سے) جنت کا ٹکڑا ہے ۔

بہر حال ہمیں اسلام اور اہل اسلام اور عزیز ہم وطنوں کیلئے ہمیشہ دعا جو اور دعا گو رہنا چاہئے ۔ملک و ملت اور عوام کیلئے خوب خدمت کا جذبہ رکھنا چاہئے ۔بقیہ کچھ مضمون مین ٹائٹل کی بیک سائیڈ پر ملاحظہ فرمالیں ۔اللہ تعالیٰ جل شانہ ہمیں دین اسلام کی صحیح سمجھ عطا فرماویں (آمین ثم آمین یا رب العالمین)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و الہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین

منافق فسادی اور بے وقوف لوگ ہیں

شیخ التفسیر والحدیث حضرت
مولانا محمد سرفراز صاحب
دامت برکاتہم

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ قَالُوْا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝ اَلَا اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰکِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ۝ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا کَمَا اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ کَمَا اٰمَنَ السُّفَھَآءُ اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَھَآءُ وَلٰکِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ۝ (البقرہ آیت ۱۱تا۱۳)

ترجمہ (وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ) اور جس وقت کہا جاتا ہے ان کو (لَا تُفْسِدُوْا) نہ فساد مچاؤ (فِی الْاَرْضِ) زمین میں (قَالُوْا) کہتے ہیں (اِنَّمَا) یقینی اور پختہ بات ہے (نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ) ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں (اَلَا) خبردار (اِنَّھُمْ) بے شک وہ (ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ) وہی ہیں فسادی (وَلٰکِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ) اور لیکن ان کو شعور نہیں ہے (وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ) اور جس وقت کہا جاتا ہے ان کو (اٰمِنُوْا) ایمان لاؤ (کَمَا اٰمَنَ النَّاسُ) جیسے ایمان لائے لوگ (قَالُوْٓا) کہتے ہیں (اَنُؤْمِنُ) کیا ہم ایمان لائیں (کَمَا اٰمَنَ السُّفَھَآءُ) جیسے ایمان لائے ہیں بیوقوف (وَلٰکِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ) اور لیکن وہ نہیں جانتے

تشریح و تفسیر (وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ) اور جب ان سے کہا جاتا ہے (لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ) زمین میں فساد نہ مچاؤ۔ جھوٹ بولنا فساد ہے، وعدہ خلافی فساد ہے، خیانت فساد ہے۔ آج بدقسمتی سے دنیا میں جتنے بھی ملک ہیں مسلمانوں کے یا غیر مسلموں کے، ان سارے ملکوں میں سے بددیانتی میں پاکستان کا نمبر نمایاں ہے۔ تو جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ مچاؤ (قَالُوْا) تو وہ کہتے ہیں (اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ) پختہ بات ہے ہم تو اصلاح کرتے ہیں جیسے لیڈر کرتے فساد ہیں اور نام اس کو امن کا دیتے ہیں۔ بھائی! امن کے نام سے تو کچھ نہ بنے گا۔ آدمی حقیقت کو دیکھتا ہے۔ آج دنیا فسادی فساد سے بھری پڑی ہے۔ اخبارات دیکھو سو ان میں کوئی ایک بات تمہیں اچھی نظر آئے گی باقی ننانوے باتیں بری ہی ہوں گی۔ قتل، اغواء، ڈاکے، بدمعاشیاں، بدکرداریاں کھلے (فراڈ) معمولی (فراڈ) بھی نہیں اربوں اور کھربوں کے اللہ کی پناہ وہ ملک جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے لئے لیا گیا تھا اس کا آج یہ حشر ہے۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں (اَلَا) خبردار (اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ) بے شک یہی فسادی ہیں (وَلٰکِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ) لیکن یہ شعور نہیں رکھتے سمجھ نہیں رکھتے۔ (وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ) اور جب ان کو کہا جاتا ہے (اٰمِنُوْا) کہ سچا ایمان لے آؤ، پکا ایمان لے آؤ (کَمَا اٰمَنَ النَّاسُ) جیسے لوگ ایمان لاتے ہیں تم بھی ایمان لاؤ تو آگے سے کہتے ہیں (اَنُؤْمِنُ کَمَا اٰمَنَ السُّفَھَآءُ) کیا ہم ایمان لائیں جیسے یہ بے وقوف لائے ہیں۔ یہ تو بیوقوف ہیں ان کو کیا پتہ دنیا کس طرح کمائی جاتی ہے۔ دنیا کس طرح حاصل کی جاتی ہے۔ کیا ہم اس طرح بے وقوف بن جائیں جیسے یہ ہیں۔ **بقیہ صفحہ نمبر ۳ پر**

حدیث سے نکالا ہوا مسئلہ کس درجہ کا ہے

حضرت مولانا صوفی
محمد سرور صاحب مدظلہم

باسمہ تعالیٰ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین امابعد۔

حق تعالیٰ نے انسانوں کی اصلاح کے لئے بہت سے انبیاء علیہم السلام بھیجے۔ نبی کی وفات کے بعد یا آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد انسان جو ہر نئی چیز کو پسند کرتے ہیں دین کو بدل دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اصلاح کے لئے نیا نبی بھیج دیتے تھے جب حق تعالیٰ کو منظور ہوا کہ اب نئے نبی نہ بھیجے جائیں تو اس آخری دین کی حفاظت اپنے ذمہ لے لی اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کہ ہم نے ہی قرآن پاک کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ ایک دفعہ عیسائیوں نے اعتراض کر دیا کہ ذکر تو نصیحت کی چیز اور یاد کرنے کے قابل چیز کو کہتے ہیں اس لئے اس آیت میں انجیل بھی داخل ہے۔ ہمارے عالم نے جواب دیا کہ نزّلنا میں زا پر شد ہے اس لئے معنی یہ ہیں کہ جس ذکر کو ہم نے آہستہ آہستہ اتارا ہے اس کے ہم محافظ ہیں۔ قرآن پاک کے سوا باقی سب کتابیں ایکدم اتاری گئی ہیں۔ پھر حفاظت جو فرمائی تو ایک تو پہرہ داروں کے ذریعہ سے فرمائی اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا کہ ہر صدی کے کنارے پر ایسا عالم اللہ تعالیٰ بھیجتے ہیں جو دین میں سے غلط مسائل نکال دیتا ہے۔ دوسرے دین کی بنیاد دو ایسے ستونوں پر رکھ دی کہ ساری دنیا مل کر بھی ان ستونوں کو توڑ نہیں سکتی قرآن اور حدیث۔ اس لئے دونوں سے نکالے ہوئے مسائل برابر درجہ کے ہوتے ہیں بلکہ قرآن پاک شاہی کلام ہے اس میں اشارے ہوتے ہیں حدیث پاک میں اس کی پوری وضاحت ہوتی ہے مثلاً قرآن پاک میں فرمادیا گیا اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ کہ نماز قائم کرو اب کون قائم کرے کس طرح قائم کرے کس وقت قائم کرے؟ یہ ساری باتیں حدیث پاک میں سمجھائی گئی ہیں اس لئے حدیث کا انکار کرنا یہ قرآن پاک کا انکار کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح طریقہ سے دین سمجھنے کی توفیق دیں۔

واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی سید المرسلین علی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔

محمد سرور عفی عنہ

بقیہ فہم قرآن

منافق مومنوں کو جو مخلص ہیں، سادے ہیں، سچے ہیں، دیانتدار ہیں، انہیں بے قوف کہتے ہیں اور کہتے ہیں یہ بے قوف نہ ہوتے تو انہوں نے کوٹھیاں بنائی ہوتیں، انہوں نے دولت سمیٹی ہوتی یا کم از کم پہلے جیسی حالت ہی باقی رکھی ہوتی حالانکہ حال یہ ہے کہ یہ پہلے نادار اور آسودہ حال تھے مگر ایمان لانے کے بعد ان کی یہ حالت نہ رہی۔ تو یہ سارے بے قوف ہیں۔ ہم کیوں ان بے قوفوں جیسے کام کریں۔ فرمایا (اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ) خبردار یہی منافق بے قوف ہیں (وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ) لیکن یہ جانتے نہیں۔

گناہوں سے سچی توبہ کیجئے

استاذ الحدیث
حضرت مولانا محمود اشرف صاحب مدظلہم
جامعہ دارالعلوم کراچی

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَالَمْ يُغَرْ غِرْ۔

(جامع الترمذی ابواب الدعوات ص ۱۹۲ طبع ملتان)

ترجمہ :حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وعنہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اس کا سانس گلے میں اٹکنے لگے۔

تشریح: اس حدیث شریف سے دو اہم باتیں معلوم ہوئیں۔ پہلی بات یہ کہ آدمی کتنا ہی گناہ گار ہو اگر وہ سچی توبہ کرنا چاہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ جب بھی آدمی توبہ کرنا چاہے کرسکتا ہے اور سچی توبہ سے اس کے سارے پچھلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

البتہ سچی توبہ کے لئے چار شرطیں ضروری ہیں: (۱) ماضی کے گناہوں پر دل سے شرمندگی ہو (۲) فی الحال گناہ کو ترک کر دیا جائے (۳) آئندہ اس گناہ کے نہ کرنے کا ارادہ کیا جائے۔ (۴) اور سابقہ گناہ کی تلافی کے لئے جو طریقہ ممکن ہو اسے شروع کیا جائے ورنہ تلافی کا پکا ارادہ کرلیا جائے یعنی اگر فرائض وواجبات چھوٹ گئے تھے تو انہیں شروع کردیا جائے ورنہ ادا کرنے یا ان کا فدیہ دینے کا پکا ارادہ کرلیا جائے اسی طرح بندوں کے جو حقوق اس کے ذمہ ہیں انہیں ادا کرنا شروع کیا جائے۔ یا حقوق والوں سے معاف کروایا جائے ورنہ کم از کم انکی ادائیگی اور معاف کروانے کا پکا ارادہ کرلیا جائے۔

ایسی سچی توبہ سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور آدمی پاک صاف ہوجاتا ہے البتہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی رہ جاتی ہے اگر آدمی اپنی استطاعت کے مطابق انہیں ادا کرنا شروع کردے اور وصیت بھی کردے مگر موت کی وجہ سے پورا نہ کرسکے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے معافی کی قوی امید بھی کی جاسکتی ہے۔

اس حدیث شریف سے دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ مرنے سے پہلے پہلے توبہ کی جاسکتی ہے مگر جب سانس گلے میں اٹکنے لگے یعنی روح نکلنے لگے اور موت کے فرشتے نظر آنے لگیں اور عالم آخرت آنکھوں کے سامنے منکشف ہوجائے تو پھر توبہ کا کوئی اعتبار نہیں اسی لئے فرعون نے عین مرتے وقت توبہ کی تو وہ توبہ قبول نہ ہوئی۔ علماء نے فرمایا کہ اگر زندگی سے ناامیدی ہوجائے اور موت کا وقت قریب بلکہ قریب تر ہو تو بھی توبہ قبول ہوتی ہے

بقیہ صفحہ ۱۷ پر

اولیاء اللہ کے اخلاق و اقوال

مروّت و حُسنِ معاشرت

مولانا عبدالرحمٰن صاحب
نائب مہتمم
جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ رسول للہ صلی للہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین اور باعمل علماء کے اخلاق کی پیروی کرتے ہوئے مروّت کرتے تھے کیونکہ جس شخص میں مروّت نہیں اس میں کچھ نہیں اگرچہ وہ جتنی عبادتیں کرتا ہو۔

مروّت کیا ہے؟ عمرو بن العاص رضی للہ عنہ سے مروّت کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ "وہ حق تعالیٰ کا عرفان اور دوستوں سے نیک سلوک کرنا ہے"

حضرت سری سقطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مروّت کیا ہے؟ نفس کو کمینہ خصائل سے بچانا اور ہر ایسی حرکت سے بچانا جس سے آدمی لوگوں میں معیوب سمجھا جائے اور تمام معاملات میں لوگوں سے انصاف کرنا۔

سفر میں مروّت ربیعہ رضی للہ عنہ فرماتے تھے کہ سفر میں مروّت یہ ہے کہ آدمی دوستوں پر اپنا توشہ خرچ کر دے اور ان کی مخالفت نہ کرے اور ان کے ساتھ نزاع نہ کرے بعض علماء کہتے ہیں کہ تاجر کا اپنے دوست سے نفع لینا خلاف مروّت ہے۔ بلکہ تاجر کی مروّت یہ ہے کہ تھوڑے نفع پر راضی ہو جائے۔ نہ یہ کہ بالکل ہی نفع نہ لے۔ کیونکہ تجارت دنیاوی اور اخروی نفع کیلئے ہے۔ پس اپنے دوست سے اتنا نفع لے جتنے پر وہ کوئی اجنبی تاجر راضی اور قناعت کرنے والا ہو۔

ابو عبد للہ محمد بن عراق رحمہ للہ سے مروّت کی نسبت دریافت ہوا کہ یہ کیا ہے؟ فرمایا مروّت یہ ہے کہ انسان کوئی ایسا فعل نہ کرے جس کے اظہار سے دنیا و آخرت میں شرمندہ ہو۔

اولیاء للہ اور بزرگان دین کا یہ طریقہ تھا کہ اگر کوئی کھانا پکانے کے لئے ہنڈیا عاریۃً لیتے تو اسے کھانے سے بھروا کر واپس کرتے اور اکثر ہنڈیا کا مالک بھر کر ہی دیتا اور کہتا کہ مجھے اپنے بھائی کو خالی ہنڈیا دینا بُرا معلوم ہوتا ہے۔

یہ ان کے اعلیٰ اخلاق اور ان کی اعلیٰ درجے کی مروّت تھی اور اسی کو معاشرت اور حسنِ معاشرت کہا جاتا ہے

حضرت تھانوی رحمہ للہ نے اکثر یہ ارشاد فرمایا کہ معاشرت کو بہتر بنانا بھی ایسے ہی مقصود اور فرض ہے جیسے نماز فرض ہے یعنی اس کا فکر۔

آج ہم لوگوں نے اس آداب المعاشرت اور حسن معاشرت (اچھا برتاؤ) کے اصولوں کو بالکل چھوڑ دیا ہے۔ جبکہ ان کے اہتمام کی بہت ضرورت ہے۔ اور یہ دین کے پانچ اجزاء میں سے ایک اہم جز ہے جس کے بغیر دین نامکمل ہے۔ اس معاشرت کے اندر بھی اس طرح فرض اور واجب کے درجے ہیں جیسے عبادات اور دیگر چیزوں میں فرض اور واجب کا تصور ہے۔

حضرت تھانوی رحمہ للہ ایک موقعہ پر ارشاد فرماتے ہیں۔ بہت سے لوگوں کا یہ حال ہے کہ وہ معاشرت کو دین سے بالکل الگ سمجھتے ہیں اور بعض دین میں داخل تو سمجھتے ہیں لیکن اپنے روزمرہ کے حالات میں اس پر عمل نہیں ہوتا۔ یہ سخت غلطی کی بات ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ **بقیہ صفحہ ۸ پر**

نماز کا بیان

جناب علی بہادر صاحب
بنوں

نیت نماز اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز کا بہت بڑا رتبہ ہے۔ کوئی عبادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز سے زیادہ پیاری نہیں ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی وضو کیا کرے اور خوب دل لگا کر اچھی طرح نماز پڑھا کرے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ سب بخش دے گا اور جنت دے گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز دین کا ستون ہے، سو جس نے نماز کو اچھی طرح پڑھا اس نے دین کو ٹھیک رکھا اور جس نے اس ستون کو گرا دیا (یعنی نماز نہیں پڑھی) اس نے دین کو برباد کر دیا اور حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے نماز کی پوچھ ہوگی اور نمازیوں کے ہاتھ اور پاؤں اور منہ قیامت میں آفتاب کی طرح چمکتے ہوں گے۔ اور بے نمازی اس دولت سے محروم رہیں گے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نمازیوں کا حشر قیامت کے دن نبیوں، شہیدوں اور ولیوں کے ساتھ ہوگا یعنی قیامت کے دن جب مردے اٹھیں گے تو نمازی نبیوں، شہیدوں اور ولیوں کے گروہ میں شامل ہوں گے اور بے نمازیوں کا حشر فرعون اور ہامان اور قارون ان بڑے بڑے کافروں کے ساتھ ہوگا۔

نماز میں جو فرائض ہیں ان میں اگر ایک بات بھی چھوٹ جائے تو نماز نہیں ہوتی۔ چاہے قصداً چھوڑی ہو یا بھول گیا ہو۔ دونوں کا حکم ایک ہے۔ اور بعض چیزیں واجب ہیں۔ اس میں اگر کوئی چیز قصداً چھوڑ دے تو نماز نکمی اور خراب ہو جاتی ہے۔ اور پھر سے نماز پڑھنی چاہئے۔ اگر پھر سے یعنی دوبارہ نہ پڑھی فرض تو سر سے اتر جاتا ہے لیکن بہت گناہ ہوتا ہے اور اگر بھولے سے چھوٹ جائے تو سجدہ سہو کرنے سے نماز ہو جائے گی۔

نماز میں چھ چیزیں فرض ہیں (۱) نیت باندھتے وقت اللہ اکبر کہنا (۲) کھڑا ہونا (۳) قرآن میں سے کوئی سورت یا آیت کا پڑھنا (۴) رکوع کا کرنا (۵) دونوں سجدے کرنا (۶) اور نماز کے آخر میں جتنی دیر التحیات پڑھنے میں لگتی ہے اتنی دیر بیٹھنا۔

یہ چیزیں نماز میں واجب ہیں (۱) الحمد پڑھنا (۲) اس کے ساتھ کوئی سورۃ ملانا (۳) ہر فرض کو اپنے موقع پر ادا کرنا (۴) اور پہلے کھڑے ہو کر الحمد پڑھنا (۵) پھر سورۃ ملانا (۶) پھر رکوع کرنا (۷) پھر سجدہ کرنا (۸) دو رکعت پر بیٹھنا (۹) دونوں بیٹھکوں میں التحیات پڑھنا۔ (۱۰) وتر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھنا (۱۱) السلام علیکم کہہ کر سلام پھیرنا (۱۲) ہر چیز کو اطمینان سے ادا کرنا، بہت جلدی نہ کرنا، ان باتوں کے سوا جتنی اور باتیں ہیں وہ سب سنت ہیں لیکن بعض مستحب ہیں۔

نماز کے چند مسائل (۱) اگر سجدے میں ناک کے ساتھ ماتھا نہیں لگا تو نماز نہیں ہوئی اور اگر ناک نہ رکھے (صرف ماتھا رکھے) تو نماز ہو جاتی ہے (۲) اگر رکوع کے بعد اچھی طرح کھڑا نہیں ہوا تھوڑا سا سر اٹھا کر سجدہ میں چلا گیا تو نماز دوبارہ سے پڑھے (۳) اگر دونوں سجدوں کے بیچ میں اچھی طرح نہیں بیٹھا تھوڑا سا سر اٹھا کے دوسرا سجدہ کر لیا تو ایک ہی سجدہ ہوا دونوں سجدے ادا نہیں ہوئے اور نماز بالکل نہیں ہوئی اور اگر اتنا ہی اٹھا کہ قریب قریب بیٹھنے کے ہو گیا تو نماز سر سے اتر گئی لیکن بڑی نکمی اور خراب ہوئی اس لئے پھر سے پڑھنا چاہئے اگر دوبارہ نہیں پڑھی تو بڑا گناہ ہوگا۔

(بہشتی زیور حصہ دوم)

حقوق الشیخ

قسط ۲

بقلم حضرت اقدس مولانا صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم

حالات وکمالات حضرت فقیہ العصر مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ خلیفہ ارشد حضرت تھانوی رحمہ اللہ

غرض حضرت ہی کا تذکرہ اکثر مجلس میں رہتا تھا اور یہ کوئی معمولی بات نہ تھی یہ بہت بڑا کمال تھا اور اسی طرز سے طالبین کو بہت نفع ہوتا تھا اس نفع کی صورت یہ تھی کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ سے اور آپکے اقوال وافعال نقل کرنے سے فن اصلاح باطن واضح ہوتا تھا اور دین کے اہم پہلوؤں پر روشنی پڑتی تھی کیونکہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ مجدد ملت تھے، امام فن تھے، علوم ظاہرہ وباطنہ کے جامع تھے، آپ نے دین اسلام کو ایسا واضح فرمایا کہ صدیوں تک کسی ملحد کو دین بگاڑنے کی کوشش کامیاب نہیں ہوسکتی نیز اولیاء اللہ کے تذکرہ سے رحمت نازل ہوتی ہے اور ایک اہم بات اس طرز سے یہ واضح ہوتی تھی کہ شیخ سے طالب کا تعلق بہت قوی ہونا چاہیے اور شیخ پکڑ کر اصلاح باطن کے سلسلہ میں سب طرف سے توجہ ہٹا دینی چاہیے۔

دل آرا مے کہ داری دل دروبند
دگر چشم از ہمہ عالم فروبند

ہمہ شہر پر زخوباں منم و خیال ماہے
چہ کنم کہ چشم بدخو نکند بکس نگاہے

حتیٰ کہ اگر شیخ کے اساتذہ یا شیخ کے شیخ بھی حیات ہوں تو طالب کیلئے یہی مناسب ہوتا ہے کہ توجہ اپنے شیخ ہی کی طرف ہو۔ یہ آگے شیخ کا کام ہے کہ وہ اپنے اساتذہ یا شیخ کی طرف متوجہ ہو۔ تعلق بالشیخ میں جب تک رسوخ و یکسوئی نہ ہو اسوقت تک اصلاح باطن کی تکمیل نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس فن کا مدار یکسوئی پر ہے اور اعتماد علی الشیخ پر ہے۔ جتنا شیخ سے تعلق قوی ہوگا اتنی ہی یکسوئی زیادہ ہوگی اور اتنا ہی اعتماد علی الشیخ زیادہ ہوگا پھر یہ مہینوں کی مسافت دنوں میں اور دنوں کی گھنٹوں میں طے کرتا چلا جاویگا۔ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کثرت سے یہ شعر پڑھا کرتے تھے

قال را بگزار مرد حال شو
پیش مرد کاملے پامال شو

استاد محترم حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ چچے تو کئی ہوتے ہیں لیکن باپ ایک ہوتا ہے یعنی محبت واحترام تو سب بزرگوں کا قلب میں ہونا چاہیے لیکن تعلق اصلاح اور استفادہ باطنہ کا تعلق صرف ایک سے ہونا چاہیے۔ احقر کاتب الحروف نے ابھی ابتدائی تعلیم عربی شروع کی تھی اور ابتداءً جامعہ اشرفیہ لاہور ہی میں کی تھی اور احقر کی ابتداء تعلیم کے دن تعلیمی سال کے آخری ایام تھے پھر نئے سال کے متعلق حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اور دیگر حضرت کا مشورہ ہوا کہ احقر خیر المدارس ملتان جاوے۔ تعلیم شروع کرنے کیساتھ ہی احقر نے حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیساتھ اصلاح باطن کا تعلق بھی قائم کرلیا تھا۔ جب احقر ملتان جانے کیلئے تیار ہوا تو انتہائی ناسمجھی سے احقر نے حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا حضرت اب میں ملتان جارہا ہوں وہاں اصلاح کا تعلق کس سے قائم کروں۔ احقر کی نوعمری اور بے سمجھی کو دیکھتے ہوئے حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ محبت سے سمجھایا کہ دیکھو اصلاح باطن کا تعلق ایک ہی شخص سے ہوتا ہے غالباً یہ بھی فرمایا کہ دوسرے شہر میں جائے تو خط وکتابت رکھے۔

قسط ۱

فضائل مسواک

مولانا محمد طیب الیاس صاحب
مدرس جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

(۱) حق تعالیٰ کا فرمان ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ (البقرۃ ۲۲۲) "بلاشبہ حق تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔" کیونکہ مسواک سے بھی پاکی اور صفائی حاصل ہوتی ہے اس لئے آیت مبارکہ سے مسواک کی فضیلت معلوم ہوئی۔ (۲) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس چیزیں انبیاء علیہم السلام کی سنت ہیں ان میں سے ایک مسواک کرنا ہے (سنن ابی داؤد) (۳) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے امت پر مشقت کا خوف نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے وضو کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔ (صحیح ابن حبان) (۴) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسواک کر کے پڑھی جانے والی دو رکعت بغیر مسواک (پڑھی جانے والی) ستر رکعتوں سے افضل ہے۔ (ترغیب) (۵) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسواک کرنا منہ کی صفائی اور خدا کی رضا مندی کا باعث ہے (مجمع الزوائد) (۶) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام مجھے ہمیشہ مسواک کی وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے اپنی ڈاڑھوں پر (گرنے کا) خوف ہو گیا۔ (طبرانی) (۷) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کا حکم اس طرح دیتے رہتے کہ ہم لوگوں کو یہ گمان ہونے لگا کہ مسواک کے متعلق کوئی آیت نازل نہ ہو جائے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ) (۸) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسواک کیا کرو کیونکہ مسواک منہ کی پاکی اور حق تعالیٰ کی خوشنودی ہے۔ جبرئیل علیہ السلام مجھے ہمیشہ مسواک کی وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے خوف ہوا کہ کہیں مجھ پر اور میری امت پر مسواک فرض نہ ہو جائے۔ اگر مجھے اپنی امت پر دشواری کا خوف نہ ہوتا تو میں ان پر مسواک فرض کر دیتا اور میں اس قدر کثرت سے مسواک کرتا ہوں کہ مجھے اپنے منہ کے اگلے حصہ کے چھل جانے کا خوف ہے (ابن ماجہ) (۱۰) حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ اور ایک روایت میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ مسواک کے ساتھ جو نماز پڑھی جاتی ہے اس کا ثواب 75 گنا زائد ملتا ہے (اس نماز سے جو بغیر مسواک پڑھی جائے) (الحلیۃ)

اللہ تعالیٰ ہمیں مسواک کی سنت لازم پکڑنے کی اور اس کے فضائل و فوائد پالینے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین

بقیہ مروت حسن معاشرت

میں ذکر و شغل اور مراقبات کی بجائے معاشرت اور حسن معاشرت پر زور دیتا ہوں۔ اور ارشاد فرمایا کہ مجدد ملت تو خیر ہوں یا نہیں مجدد معاشرت تو ضرور ہوں ان سب باتوں اور اولیاء اللہ کے قول و اخلاق سے یہی واضح ہوا کہ معاشرت اور اچھے برتاؤ کی شدید ضرورت ہے اور اس کی اصلاح کی ہمیں فکر ہونی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام اچھے اوصاف و عادات اپنانے اور معاشرت کی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمادیں

آمین ثم آمین

ہمت وارادہ کیجئے

مولانا محمد نوید خان صاحب
مدظلہ
جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور

نیت جس کو ہم بہت ہی معمولی اور سرسری سمجھتے ہیں ایک ایسی چیز ہے کہ جس کے ترک کردینے سے ہمارے سب حال بگڑ گئے اور بہت سے اللہ والوں کے حالات ومقامات اس کی بدولت درست ہوگئے۔دنیا کے بھی سارے کام اس کی بدولت چلتے ہیں۔یہ بہت بڑی قوت ہے جوانسان میں رکھی ہوئی ہے۔بعض اوقات سخت سردی کے موسم میں پیاس لگتی ہے لیکن بوجہ سردی کے بستر سے اٹھنے کو جی نہیں چاہتا اس دوران اس کے پاس گورنر کا فون آجائے کہ ہم سے شہر سے باہر آکر ملو تو وہی شخص جس کو پانی پینے کے لئے بستر سے باہر آنے کی ہمت نہیں ہورہی تھی اٹھ کر گورنر کے حکم کی تعمیل میں اس سے ملنے شہر سے باہر جاتا ہے۔اب وہ کونسی چیز ہے جو اس کو گرم بستر اور پرسکون گھر کے ماحول سے نکال کر شہر سے باہر تک لے آئی؟ وہ صرف اس کی قوتِ ارادہ ہی ہے کہ پہلے ارادہ نہ تھا اور اب گورنر کی عظمت اور ہیبت نے اس کی قوتِ ارادہ کو حرکت دی۔نیت وارادہ اپنی ذات میں نہ کوئی بری چیز ہے اور نہ اچھی، بلکہ اچھے برے ہونے میں یہ اپنے مراد پر موقوف ہے اگر اچھے کام کا ارادہ کیا ہے تو وہ ارادہ اچھا اور برے کا کیا ہے تو وہ ارادہ برا۔اچھے ارادہ پر ثواب اور برے پر گناہ ملے گا۔اس سے بھی ارادہ کی عظمت معلوم ہوتی ہے کیونکہ کسی کام پر جزا اور سزا بغیر ارادہ کے نہیں ملتی اور ارادہ کرنے پر بغیر عمل کے بھی ثواب اور گناہ لکھا جاتا ہے۔اگر ارادہ نہیں تھا اور گناہ غلطی سے ہوگیا تو وہ معاف ہے۔بعض اعمال مثلاً نماز بغیر نیت کے صحیح نہیں ہوتی، نیت کا نام ہی تو ارادہ ہے۔اگر اس بغیر ارادہ کے کوئی تمام دن نمازیں پڑھتا رہے تو سب فضول ہیں اور اگر نیت کرکے دو رکعت بھی پڑھ لے تو وہ صحیح ہیں۔ارادہ ہی کی وجہ سے شریعت نے قتل عمد اور خطا میں فرق کیا ہے۔ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ فلاں کام ہم نے کرنا چاہا لیکن نہیں ہوا۔دراصل ان لوگوں نے اس کا ارادہ ہی نہیں کیا ہوتا صرف تمنا ہی تمنا کی ہوتی ہے۔ارادہ اس چیز کا نام ہے کہ جس اختیاری کام کو کرنا چاہتا ہے اس کی دھن لگ جائے اور اپنی پوری کوشش اس میں صرف کردے۔جب کوئی ایسا کرے پھر وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ کام نہیں ہوا۔کوئی کہے کہ ہم گناہ چھوڑنے سے عاجز ہیں تو دراصل اس نے ابھی تک گناہ چھوڑنے کا ارادہ نہیں کیا ہے اور اس ارادہ نہ کرنے کی وجہ گناہ کی عظمت اور اس کا خوف دل میں نہ ہونا ہے۔گناہ کو ایک معمولی چیز سمجھ لیا ہے ورنہ جس گناہ کو بڑا سمجھتے ہیں اس میں اس قسم کی باتیں کبھی نہیں کہی جاتیں۔حق تعالیٰ ہمیں نیکی کا ارادہ کرنے اور گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔آمین

تین خصلتیں بھلائی کی علامت ہیں

محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس میں تین خصلتیں پیدا فرمادیتے ہیں (۱) دین کی سمجھ (۲) دنیا سے بے رغبتی (۳) اپنے عیوب پر نظر۔

(حلیۃ الاولیاء جلد ۹۶/۱)

آزاد معاشرہ

مولانا محمد عمران صاحب
مدرس
جامعہ عبداللہ بن عمرؓ لاہور

معاشرہ افراد کے مجموعہ کا نام ہے اچھے اور برے افراد مل کر معاشرہ بن جاتے ہیں اس معاشرہ کی خیر وفلاح کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف تعلیمات اس امت کو سمجھائیں۔اب معاشرے میں سے جس فرد نے ان تعلیمات پر عمل کیا اس نے اپنے آپ کو سنوار لیا۔

اسلامی معاشرہ اسلامی بنیاد پر ہے اگر ہر معاشرہ اور اس کے افراد اسلامی قوانین سے اعراض کر جائیں تو یہ آزاد معاشرہ میں داخل ہو جاتے ہیں جو کہ ایک مسلمان کیلئے تباہی و بربادی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

زمانہ بہت خراب ہے لوگوں میں دین وایمان ختم ہو گیا ہے، رزق میں برکت ختم ہو گئی ہے۔ یہ وہ چند جملے ہیں جو اکثر لوگوں کی زبان پر ہوتے ہیں اگر ہم ایک طرف اسلامی احکامات کو رکھیں دوسری طرف اپنے اعمال اور کرتوت کو تو خود ہی دیکھ لیں گے کہ افعال و اعمال کے لحاظ سے اسلام سے دور اور آزاد معاشرہ کے قریب ہوتے جارہے ہیں۔

یورپ میں آزادی اس حد تک بڑھ گئی کہ تمام حدود پھلانگ چکی ہے اس کی ایک مثال یہ ہے کہ 22 جون 2004 کی نوائے وقت میں تصویر شائع ہوئی جو کہ برہنہ حالت میں مردوں کی تھی جن کے جسم پر لباس نام کی معمولی سی چیز بھی نہ تھی اس کے نیچے لکھا تھا کہ برطانیہ میں جسم سے عاری اور آزاد مردوں کا سائیکل ریس مقابلہ۔ اب بتائیں کہ ہم مسلمان جن کے اعمال کو اچھا سمجھتے ہیں ان کی ذہنی پستی کا حال کیا ہے یہ وہ آزاد معاشرہ ہے جس کے بارے میں مسلمان مثالیں دیتے تھکتے نہیں اپنے بچوں کو ان جیسا بنانے میں کوشاں رہتے ہیں اسی طرح جب معاشرہ کے افراد کا حال یہ ہے تو افراد سے تو معاشرہ بنتا ہے افراد خراب معاشرہ بھی خراب۔

برطانیہ کی ممتاز تعلیم گاہ آکسفورڈ یونیورسٹی پوری دنیا میں مشہور و معروف ہے یہاں دنیا بھر سے طلبہ تعلیم اور ڈگری حاصل کرنے آتے ہیں اور فراغت کے بعد اپنے اپنے ممالک میں جاکر اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوتے ہیں۔ امیر گھرانہ اور پھر آکسفورڈ کا فارغ التحصیل کرسیاں خالی نہ ہوں تو بھی خالی کرالی جاتی ہیں اس یونیورسٹی کے اندرونی حالات ملاحظہ کریں۔

"آکسفورڈ کے 76 فیصد طلباء شادی کے بغیر جنسی تعلقات قائم کرنے کے حق میں ہیں 34 فیصد طالبات نے تسلیم کیا کہ وہ یہاں آنے کے بعد کنواری نہیں رہیں۔ اور اب بھی جنسی تعلقات برقرار ہیں 25 فیصد طالبات مانع حمل گولیاں استعمال کرتی ہیں 21 فیصد فحش وعریاں جرائد خریدتے ہیں 34 فیصد خدا کے وجود کو تسلیم نہیں کرتے ہیں 48 فیصد ہم جنسی کے قائل ہیں 21 فیصد طلبہ دس ہزار سے زائد منشیات کا استعمال کر چکے ہیں 55 فیصد طلبہ شراب خانوں میں جاتے ہیں۔" (روزنامہ جنگ لندن 5 مارچ 1990) یہ تو ایک معمولی نمونہ ہے اس طرح کی بے شمار مثالیں اس گندے اور ناسور زدہ معاشرے میں موجود ہیں ہمارے مسلمان بھی بڑے شوق سے ان کی نقالی میں مشغول ہیں اگر یہی حال رہا تو ہمارے اسلامی ماحول کو خراب ہونے میں دیر نہیں لگے گی اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائیں۔ **آمین**

سلسلہ تعلیم ومواعظ حضرت اقدس مولانا صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم

سلسلہ نمبر ۱۵

صبر کیسے حاصل ہو

ملخص: مولانا محمد تنویر صاحب، جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾ (البقرۃ: ۱۵۵، ۱۵۶)

اچھے اخلاق میں سے ایک صبر بھی ہے اور قرآن پاک میں صبر کے بارے میں بہت زیادہ فضائل مذکور ہیں ایک بڑی فضیلت تو یہی ہے ﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں صبر کی ضرورت ہر ایک کو پیش آتی رہتی ہے اس کے فضائل کثرت سے قرآن پاک واحادیث میں مذکور ہیں اور کچھ آیات میں خاص طور پر صبر کی تدبیریں ارشاد فرمائی ہیں یعنی کچھ ایسی باتیں ارشاد فرمائی ہیں جن کا لحاظ کرنے سے صبر کرنا آسان ہوجاتا ہے۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ بھی ان میں داخل ہے اس کے علاوہ مستقل ﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ کے بعد حق تعالیٰ نے چند تدبیریں ارشاد فرمائیں جن کو اختیار کرنے سے انسان کو صبر کرنا آسان ہوجاتا ہے۔ صبر کی ضرورت ہر ایک کو پیش آتی ہے کیونکہ دنیا میں جو حالت پیش آتی ہے یا تو انسان کی مرضی کے موافق ہوتی ہے اس کو راحت کہتے ہیں اس میں شکر کا حکم ہے یا کوئی حالت ایسی پیش آتی ہے جو اس کی طبیعت کے خلاف ہوتی ہے طبیعت کے خلاف کام پر صبر کرنے کا حکم ہوتا ہے۔ **صبر کی حقیقت ہے** "حَبْسُ النَّفْسِ عَلٰى مَا تَكْرَهُ" یعنی نفس کو روک کر رکھنا اس چیز پر جو ناپسند ہو۔ اس کی پھر آگے تین قسمیں ہیں: (۱) صبر علی الطاعات (۲) صبر عن المعاصی (۳) صبر فی المصائب۔

(۱) **صبر علی الطاعات**: نیکی کرنے کا موقع ہے لیکن طبیعت کچھ بوجھ محسوس کرتی ہے۔ ہر ایک کو کچھ نہ کچھ تھوڑا بہت بوجھ محسوس ہوتا ہی ہے۔ نماز پڑھنے کے لئے اٹھ کر جانا، وضو کرنا، جماعت میں شریک ہونا۔ کبھی انتظار کرنا پڑتا ہے چل کر جانا پڑتا ہے۔ یہ سب "صبر علی الطاعات" ہیں یعنی نیکی میں صبر ہے۔

(۲) **صبر عن المعاصی**: گناہ کا موقع ہوتا ہے جی چاہتا ہے گناہ کرنے کو، اس میں اپنے آپ کو قابو میں رکھنا، روک کر رکھنا اس کو "صبر عن المعاصی" کہتے ہیں مثلاً غیبت کا موقع ہے، بدنظری کا موقع ہے تو اپنے آپ کو روکے رہو گے تو جہاد کا ثواب ملے گا۔ اور یہ صبر عن المعاصی ہوگا نہیں روکے گا تو گناہ ہوگا۔

(۳) **صبر فی المصائب**: عام طور پر اس کو ہی صبر شمار کیا جاتا ہے۔ مصیبت آئے ایسی حالت پیش آئے جو مرضی کے خلاف ہے اس میں اپنے آپ کو گناہ سے روک کر رکھنا۔ اصل میں یہ صبر عن المعاصی کی ایک قسم ہے لیکن اہم ہونے کی وجہ سے الگ شمار کیا گیا ہے۔ مصیبت میں اپنے آپ کو قابو میں رکھنا اور اپنے اختیار سے کوئی کام قلبی فعل شریعت کے خلاف نہ ہو اس کو صبر فی المصائب کہتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے صبر کی تدبیروں میں ایک تدبیر ارشاد فرمائی۔ ﴿وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ﴾ بَشِّرِ کے لفظ میں تدبیر ہے کہ جب بھی طبیعت کے خلاف کوئی حالت پیش آئے، نیکی میں صبر کرنا پڑے گناہ سے بچنے میں صبر کرنا پڑے مرضی

کے خلاف کوئی مصیبت آجائے اس میں صبر کرنا پڑے اس میں نفس تو چاہتا ہے کہ بے صبری کرے لیکن اس موقع میں سوچے کہ میں اگر صبر کروں گا، نیکی کروں گا گناہ سے بچوں گا، مصیبت کے موقع میں بھی غلطیات نہ کروں گا تو اس سے مجھے ثواب ملے گا۔ ثواب کا تصور انسان کے صبر کو آسان بنا دیتا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب مصیبت والوں کو آخرت میں بڑے بڑے مرتبے ملیں گے تو جن لوگوں کو دنیا میں مصیبتیں نہیں آئیں یا کم آئی ہیں وہ تمنا کریں گے کہ کاش دنیا میں ہماری کھالیں قینچیوں سے کاٹ دی جاتیں آج یہ مرتبے تو مل جاتے۔ اصل تو آخرت کی زندگی ہے دنیا کی چند روزہ زندگی گزر ہی جاتی ہے راحت میں ہو یا تکلیف میں ہو۔ کبھی کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے اس آخرت کی زندگی کا نقصان ہو یا آخرت کی زندگی میں نقصان کا ذرہ برابر بھی اندیشہ ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ارشاد ہے کہ جب میرے والد صاحب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہوئے مجھے بڑا غم تھا تو ایک دیہاتی آدمی نے میرے پاس آکر ایک شعر پڑھ دیا اس سے مجھے بڑا سکون ہوا۔

اِصْبِرْ نَکُنْ بِکَ صَابِرِیْنَ فَاِنَّمَا
صَبْرُ الرَّعِیَّةِ بَعْدَ صَبْرِ الرَّأْسِ
خَیْرٌ مِّنَ الْعَبَّاسِ اَجْرُکَ بَعْدَہٗ
وَاللّٰہُ خَیْرٌ مِّنْکَ لِلْعَبَّاسِ

مطلب اس کا یہ ہے کہ اے ابن عباس! آپ صبر کیجئے آپ ہمارے بڑے ہیں جب آپ صبر کریں گے تو آپ کو دیکھ کر ہم بھی صبر کریں گے اور اس موقع پر تو نقصان کسی کا بھی نہیں ہوا۔ نہ آپ کا نقصان ہوا نہ آپ کے والد صاحب کا نقصان ہوا تو گھبرانے کی کونسی بات ہے؟ کیونکہ آپ کے والد صاحب کچھ دیر کے لئے الگ ہو گئے لیکن اس کے بدلے میں آپ کو ثواب ملا۔ ثواب ملنے کا مطلب ہے کہ اللہ میاں مل گئے، ان کا قرب مل گیا۔ اور اللہ میاں کا مل جانا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چلے جانے سے بہتر ہے اس لئے آپ کا نقصان نہیں ہوا۔ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی کوئی نقصان نہیں ہوا۔ اس لئے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے لوگوں اور بچوں وغیرہ کے قریب رہتے تھے لیکن ان کی جگہ ان کو اللہ تعالیٰ مل گئے ہیں کیونکہ وہ اللہ میاں کے پاس ہی تو گئے ہیں۔ موت تو مومن کیلئے ایک بہت بڑا تحفہ ہے۔ ﴿وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ﴾ میں الصّٰبِرِیْنَ جمع کا صیغہ لیکر آئے ہیں۔ اشارہ فرمایا کہ دنیا مصائب کی جگہ ہے امتحان کی جگہ ہے دیکھو مصیبت کسی ایک پر نہیں آتی ہر ایک پر آتی ہے کسی پر کسی طریقے سے، کسی پر کسی طریقے سے۔ یہ سوچ کر کہ مصائب سے تو کوئی بھی خالی نہیں ہے، جیسے اور صبر کر رہے ہیں مجھے بھی صبر کرنا چاہیے۔ یہ سوچ کر صبر کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ مشہور مقولہ ہے "مرگ انبوہ جشنے دارد" کئی جنازے اکٹھے اٹھیں تو ایک قسم کا جشن بن جاتا ہے، جلوس بن جاتا ہے تو برداشت کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اگر ایک پر آئے تو مشکل اگر سب پر آئے تو برداشت کرنا آسان ہو جاتا ہے آگے فرماتے ہیں ﴿الَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَتْھُمْ

مُصِيبَةٌ ﴿إِذَا﴾ کے لفظ میں اللہ تعالیٰ تقدیر کے مسئلے کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں۔عربی اصول کے مطابق "اِنْ" شک کے موقع پر آتا ہے۔لیکن 'اِذَا' اس وقت آتا ہے جب یقین ہو۔تو اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ یعنی جب کوئی مصیبت آئے،اس میں اشارہ کردیا کہ دیکھو مصیبت تو آنی ہی تھی جب آجائے تو تمہیں صبر کرنا چاہیے۔تو تقدیر کے مسئلے کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں کہ یہ جو مصیبت تم پر آئی ہے یہ تو آنی ہی تھی کسی طریقے سے یہ ٹل ہی نہیں سکتی تھی کیونکہ تقدیر میں لکھی تھی تم ہزار تدبیریں کرلیتے یہ مصیبت تو آکر ہی رہنی تھی اور آگئی۔یہ سوچ لیا کرو اس سے طبیعت میں سکون پیدا ہوتا ہے۔تقدیر کے مسئلے کو سوچ کر انسان کا غم ہلکا ہوجاتا ہے۔غم میں اعتدال پیدا ہوجاتا ہے۔اگر تقدیر نہ ہوتی تو ہم ساری عمر یہ سوچتے رہتے کہ میں مثلاً والد صاحب کے لئے فلاں دوا لے آتا تو بچ جاتے فرمایا تم جتنی تدبیریں کرلو جو وقت ہم نے مقرر کردیا ہے اس سے ایک لمحہ بھی موت نہ پہلے آتی ہے نہ پیچھے آتی ہے۔﴿قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾ آگے حق تعالیٰ نے خاص طور سے یہ فرمایا کہ جب مصیبت آئے تو یہ پڑھا کرو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔انسان کو غم دو قسم کا ہوتا ہے ایک عقلی اور ایک طبعی۔اِنَّا لِلّٰهِ میں عقلی غم کا علاج ہے۔ہم سوچتے ہیں کہ ہمارا بھائی تھا ہمارا بیٹا تھا ہمارا والد تھا ہم سے کون لے جانے والا ہے؟ یہ عقلی طور پر انسان سوچتا ہے کہ یہ ہماری چیز تھی،کون ہم سے دور کرگیا۔حق تعالیٰ فرماتے ہیں یہ سوچا کرو یہ تمہاری چیزیں نہیں ہیں اللہ میاں کی ہیں وہ اپنی چیز لے گئے۔

جان دے دی کہ دی ہوئی انہی کی تھی

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

جیسے کوئی اپنی کتاب کو اوپر والے خانے سے اٹھا کر نیچے کے خانے میں رکھ دے۔کوئی آدمی گزر رہا ہو کہے کہ یہ آپ نے کیوں ایسے کیا؟ تو وہ جواب میں کہے گا کہ آپ کون ہوتے ہیں دخل اندازی کرنے والے۔الماری بھی میری چیزیں بھی میری تم کون ہوتے ہو اعتراض کرنے والے۔وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ میں طبعی غم کا علاج ہے۔جب کوئی رشتہ دار فوت ہوتا ہے تو طبیعت میں تعلق کی وجہ سے ایک قلق پیدا ہوتا ہے کہ انوہ ہمارا بچہ دوسال رہا،ہماری بیوی ۴۰سال رہی آج رخصت ہوگئے۔تو چیز ہماری تھی ہمیں انس ہوگیا تھا۔تو اس انس کی وجہ سے طبعی طور پر ہمیں غم ہوتا ہے اور ہونا بھی چاہیے۔غم نہ ہونا یہ کمال نہیں ہے۔غم ہونا چاہیے لیکن شریعت کے خلاف کوئی کام نہ کرے۔بعض بزرگ موت کے موقع پر ہنس رہے تھے تو وہ غلبہ حال شمار کیا گیا ہے۔تو وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ کا مطلب سوچنے سے اس طبعی غم میں کمی آجاتی ہے کہ جہاں ہمارا رشتہ دار گیا ہم نے بھی وہیں جانا ہے۔یہ جدائی عارضی ہے ہمیشہ کے لئے نہیں۔اس لئے جدائی کو عارضی سمجھ کر طبعی طور پر بھی سکون ہوجانا چاہیے۔اللہ تعالیٰ ہر ہر موقعہ پر صبر کی توفیق سے نوازیں۔**آمین**

صغیرہ گناہ سے بھی بچو

امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے بلال بن سعد رحمہ اللہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ تم گناہ کے چھوٹے ہونے کی طرف نہ دیکھو بلکہ یہ دیکھو کہ تم نے (گناہ کرکے) نافرمانی کس کی کی ہے۔

(کتاب الرقائق لابن المبارک ۲۲/۱)

سلسلہ نمبر ۱

سلسلہ تسہیل مضامین معارف القرآن

سورۃ فاتحہ کے مختلف نام

افتخار: محمد طیب

منجو تسہیل مضامین حضرت
مولانا
محمد ادریس کاندھلوی صاحب
رحمۃ اللہ علیہ

﴿۱﴾سورۃ الفاتحۃ اس لئے کہ قرآن شریف اسی سے شروع ہوتا ہے۔﴿۲﴾سورۃ الحمد اس لئے کہ (سورۃ کی) ابتدا میں لفظ حمد واقع ہے ﴿۳﴾فاتحۃ الکتاب ﴿۴﴾فاتحۃ القرآن اس لئے کہ کتاب الٰہی کا آغاز اسی سورۃ سے ہوتا ہے۔﴿۵﴾اُمُّ الکتاب یعنی تمام کتاب الٰہی کا خلاصہ اور اجمال۔

کہتی ہے سو زبان سے قرآن کی خامشی
لاریب ذات پاک کی سچی کتاب ہوں
مجھ میں بھرے جہاں کے علوم و فنون ہیں
قرآن میرا نام ہے امّ الکتاب ہوں

﴿۶﴾سورۃ الکنز (یہ سورۃ) علوم الٰہی کا ایک عظیم خزانہ ہے۔ایک حدیث میں ہے کہ یہ سورت ایک خزانہ سے نازل ہوئی ہے جو عرش کے نیچے ہے (الاتقان) ﴿۷﴾تعلیم المسئلۃ اس سورت میں حق تعالیٰ جل شانہ نے بندوں کو اپنی بارگاہ میں درخواست پیش کرنے کا طریقہ سکھلایا ہے۔یعنی جب (تم) ہمارے دربار میں حاضر ہوا کرو تو اپنی التجا پیش کرنے سے پہلے خدا کی حمد وثنا کرو اور اس کی عظمت وطاقت اور اس کی قدرت وربوبیت کا دل اور زبان سے اعتراف کرو اور پھر اس کے سامنے اپنی حاجتیں پیش کرو اور اس کو اپنی حاجتوں کا پورا کرنے والا اور (اپنا) مددگار سمجھو۔اور یہ دعا مانگو کہ: اے اللہ! ہمیں ان لوگوں کا راستہ دکھا جن پر تیرا فضل وکرم ہو چکا نہ ایسے لوگوں کا راستہ (دکھا) جن پر تیرا قہر وغضب ہوا اور نہ گمراہوں کا راستہ دکھا۔سبحان اللہ! کیسی (پیاری) دعا ہے کہ جو دین ودنیا کی ایسی تمام نعمتوں کو شامل ہے جو غضب اور گمراہی سے پاک صاف ہوں یعنی سعادت (بھلائی، نیک بختی) عطا فرما اور شقاوت (بدبختی، مصیبت) سے بچا۔مطلب یہ ہے کہ اہل انعام کی طرح ہم کو (بھی) فضائل سے آراستہ فرما اور اہل غضب اور گمراہ لوگوں کی بدبختی سے ہم کو بچا تا کہ ہم نالائق بندے تیرے مقبول بندوں کی صف میں کھڑے ہو کر تیرے انعام واکرام کے مستحق ہو سکیں (آمین یا رب العالمین) اہل عقل غور کریں کیا اس سے بڑھ کر کوئی دعا ہو سکتی ہے جو لاکھوں امیدوں اور آرزوؤں کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔﴿۸﴾سورۃ الشفاء ﴿۹﴾سورۃ الشافیۃ کیونکہ حدیث میں ہے سورۃ فاتحہ ہر مرض کے لئے شفا ہے۔(رواہ البیہقی) ﴿۱۰﴾سورۃ الکافیۃ۔

﴿۱۱﴾ سورۃ الوافیۃ (یہ سورۃ) خیرات وبرکات کے لئے کافی اور وافی ہے۔﴿۱۲﴾سورۃ الصلاۃ نماز میں اس (سورۃ) کا پڑھا جانا ضروری ہے ۔

فائدہ: اس سورۃ کا نماز میں پڑھا جانا تو ضروری ہے مگر ہر نمازی کے لئے نہیں بلکہ جو امام ہو یا منفرد (تنہا نماز پڑھنے والا) اس کے لئے نماز میں فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے اور مقتدی کے لئے امام کے پیچھے سننا اور خاموش رہنا فرض ولازم ہے۔

قسط ۳

احسن المکاتیب

ترتیب: مولانا احسن ظفر صاحب

مکاتیب حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب مدظلہ بنام حضرت مفتی محمد حسن رحمہ اللہ

مکتوب نمبر ۶

حال: میں، بھائی اختر صاحب اور ایک دوست نے مشورہ کر کے حضرت مولانا ولی محمد صاحب مدظلہ خلیفہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو جہلم مدعو کیا ہے تا کہ ہمیں نیک صحبت میسر ہو اور اہلِ جہلم وعظ سنیں۔ حضرت صاحب نے تشریف لانا منظور فرمالیا ہے۔ زہے قسمت

ارشاد: الحمدللہ

حال: جن دنوں میں لاہور میں بیمار تھا، ایک رات عجیب واقعہ ہوا۔ مجھے اس رات بیماری کی وجہ سے موت معمول سے قریب نظر آرہی تھی۔ میں بہت دیر تک جنت کی باتیں سوچتا رہا تا کہ موت سے وحشت دور ہو۔ اُسی رات مجھے نیند نہیں آئی، ایک اونگھ سی طاری رہی اور مجھے یوں محسوس ہوا کہ میرے بہن بھائی میرے پاس بیٹھے ہوئے ہیں اور مجھے تسلی دے رہے ہیں۔ غلطی مجھ سے یہ ہوئی کہ میں نے واقعہ سب کو سنا دیا اب اس غلطی کا ازالہ کیسے ہو؟

ارشاد: پھر ایسا نہ کیا جاوے۔

حال: میرا دل قرآن مجید حفظ کرنے کو چاہتا ہے۔ اگر آپ فرماویں تو میں عربی کتابیں پڑھنے سے قبل قرآن شریف حفظ کرلوں اور تین پاروں کے قریب الحمدللہ مجھے اس وقت یاد ہے اور امید ہے کہ ایک دو پارے رمضان المبارک اور دوسرے چھٹی کے دنوں میں حفظ کرلوں گا، بِتَوْفِیْقِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَعَوْنِہٖ

ارشاد: ہمت اور حافظہ دیکھ لو۔

حال: تقریباً دو ماہ سے میں باقاعدگی اور دوام کے ساتھ تہجد نہیں پڑھ سکا، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ الارم کی وجہ سے جاگ آتی ہے مگر پھر نیند کے غلبہ کی وجہ سے سو جاتا ہوں، اہتمام روزانہ کرتا ہوں مگر اُٹھ کر پھر نیند آجاتی ہے۔ اس کا کیا کروں؟ کیا رات کو سونے سے پہلے پڑھ لیا کروں یا پھر کھانے وغیرہ میں کمی کر کے جاگنے کی کوشش کروں؟

ارشاد: بس یہی (رات کو سونے سے پہلے پڑھنا) کرلیا کرو۔

حال: جب سے میں لاہور سے آیا ہوں اب تک مندرجہ ذیل کتابیں پڑھ چکا ہوں۔ قصص الاکابر (دو حصے)، مواعظ (چار یا پانچ)، اغلاط العوام، صفائی معاملات، قول الجلیل (حصہ دوم)، ان کے علاوہ کمالات اشرفیہ اور بہشتی زیور اور التبذیب کے وعظ آج کل پڑھ رہا ہوں۔

ارشاد: اس سے دل بہت خوش ہوا۔

حال: مناجات مقبول ایک پڑوسی کے پاس ہے، اُس میں سے کونسی دعائیں شروع کروں اور وہ کس کس وقت پڑھا کروں؟

ارشاد: خود مناجات مقبول میں سب کچھ لکھا ہوا ہے، دیکھ لو۔

اللہ تعالیٰ کی دوستی حاصل کرنے کا طریقہ

اس کی بندگی اختیار کی جائے اور اس کی رضا کو مقصود بنایا جائے عبادت اللہ کی کثرت مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے والی ہے (گلستانِ قناعت)

اہل حق کی دینی کتب کا مطالعہ

جناب وقاص احمد صاحب
جوڑا پل، لاہور

مطالعہ کے بغیر استعداد حاصل نہیں ہو سکتی ہے کوئی بھی اس کے بغیر ترقی نہیں کر سکتا ہے۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مطالعہ کی برکت سے استعداد اور فہم پیدا ہوتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کپڑا رنگنے سے پہلے اس کو دھولیا جاتا ہے (رنگنے کے لئے) رنگ کے مٹکے میں ڈالا جاتا ہے اگر پہلے دھویا نہ جائے تو کپڑے پر داغ پڑ جاتے ہیں۔ اسی طرح مطالعہ نہ کیا جائے تو مضمون اچھی طرح سمجھ نہیں آتا ہے۔

(استاد اور شاگرد کے حقوق صفحہ ۵۳)

مطالعہ کس کتاب کا کرنا چاہئے:

حضرت مولانا یعقوب سے حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا مقولہ سنا تھا فرمایا کرتے تھے کہ جب کسی کتاب کے مطالعہ کا ارادہ کرو تو پہلے اس کا نام دیکھو اگر نام ہی اصل مضمون کے مناسب نہ ہو تو اس کو چھوڑ دو۔ پھر تمہید کو دیکھو اگر وہ کتاب کے مضمون کے مناسب نہیں ہے تو چھوڑ دو۔ اس کے مطالعہ میں وقت ضائع نہ کرو۔ جب نام اور تمہید میں مناسبت دیکھو تب آگے پڑھو (مجالس حکیم الامت صفحہ ۱۵۰) حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: واقعی کام کی بات فرمائی یہ حضرات مُبصر ہیں۔ ان کی معمولی باتوں میں علوم ہوتے ہیں بعض مصنفین کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کیوں اس شخص نے تکلیف اٹھائی اور وقت بیکار کھویا۔ نام تک رکھنے کا تو سلیقہ نہیں (مصنف بن گئے) آج کل تو ہر شخص مصنف بنا ہوا ہے۔ (الافاضات جلد ۲ صفحہ ۱۷۴)

ہر کتاب کا مطالعہ نہیں کرنا چاہئے

آج کل (لوگ) کثرت سے یہ غلطی کرتے ہیں کہ جو کتاب دین کے نام سے دیکھی یا سنی خواہ اس کا مضمون حق ہو یا باطل، خواہ اس کا مصنف ہندو ہو یا عیسائی دہری ہو یا مسلمان پھر مسلمان بھی کو صاحب بدعت ہی ہو۔ غرض کچھ تفتیش نہیں (کرتے) اور اس کا مطالعہ شروع کر دیتے ہیں اس میں وہ مضامین بھی آگئے جو کسی مسئلہ سے متعلق اخبارات اور رسائل وغیرہ رسائل وغیرہ میں چھپتے رہتے ہیں اس میں معترضین (تفصیلات) ہیں۔ (اصلاح انقلاب صفحہ ۳۴) اہل باطل کی مفید کتابیں دیکھنے سے بھی ضرر ہوتا ہے اہل باطل کی تصانیف جو بظاہر مفید ہوں ان میں باطل کی جھلک ہوتی ہے اور اہل حق اس کا پردہ فاش کر دیتے ہیں اسی لئے اہل باطل کی مفید تصانیف کا دیکھنا بھی مُضر ہے (حسن العزیز جلد ۲ صفحہ ۱۸۸)

دوسرے مذھب یا تقابلی مطالعہ کرنے کی شرط

آج کل اسکولوں اور بہت سے مدارس میں تقابلی مطالعہ اور تقابل کے مضمون کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے۔ جو شخص اپنے مذھب کی پوری معلومات نہ رکھتا ہو اس کے لئے غیر مذھبوں کی کتابوں کا مطالعہ بہت خطرناک ہے (مجالس حکیم الامت صفحہ ۱۲۱) اہل باطل کے قول و افعال اور حالات میں گفتگو یا اس پر مشتمل کتابوں کا مطالعہ قلب کے لئے سخت مضر ہے مناظرہ کی ضرورت سے کبھی کبھی اگر دیکھنا پڑے تو ضرورت سے تجاوز نہ ہونا چاہئے (مجالس حکیم الامت صفحہ ۱۹)

جس کتاب میں انبیاء علیہم السلام وصحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی توہین ہو اس کے پڑھنے سے قلب میں تاریکی پیدا ہوتی ہے۔ایک صاحب ایک نئی لکھی ہوئی کتاب لائے اس کتاب میں انہوں نے (مصنف صاحب) نے انبیاء علیہم السلام کے بارے میں بڑی گستاخیاں کی ہیں۔فرمایا بند کیجئے۔اس کے دیکھنے اور سننے سے قلب میں تاریکی پیدا ہوتی ہے۔جس کی جڑ ہی خراب ہو تو شاخوں کو لے کر کیا کرے۔اس میں انبیاء علیہم السلام پر حملہ کیا ہے جب ایسے مضامین ہوں تو ظاہری خوبصورتی اور عمدگی کو لے کر کیا کرے۔(حسن العزیز جلد ۳ صفحہ ۹)

اہل حق کی کتابوں میں نور اور اہل باطل کی کتابوں میں ظلمت

یہ مشاہدہ ہے کہ اہل اللہ کے کلام میں نور ہوتا ہے اور ملحدوں کے کلام میں ظلمت ہوتی ہے۔بزرگوں کی عبارت سادی ہوتی ہے اور کوئی عبارت آرائی نہیں ہوتی مگر ان کے مطالعہ سے قلب میں نور پیدا ہوتا ہے۔اور جو لوگ متبع شریعت نہیں ان کی کتابوں کی عبارت گو کیسی ہی شستہ ہو مگر باطن میں اس سے ظلمت پیدا ہوتی ہے۔گو ان میں تمام باتیں دین ہی کی ہوں مگر الفاظ چونکہ ان کے اپنے ہی ہیں اس لئے وہ ظلمت سے خالی نہیں ہوتے۔جس کے دل میں کچھ بھی ادراک ہے وہ اس فرق کو ضرور محسوس کرے گا۔

(حقوق الوالدین صفحہ ۲۰)

زندگی عمل سے بنتی ہے

بیج جب تک بویا نہیں جاتا پودا نہیں بنتا، کھانا جب تک کھلایا نہیں جاتا بھوک نہیں مٹتی، پانی جب تک پیا نہیں جاتا پیاس نہیں بجھتی، لحاف جب تک اوڑھا نہیں جاتا سردی نہیں مٹتی اور جب تک علم پر عمل نہیں کیا جاتا زندگی نہیں بنتی

بقیہ گناھوں سے سچی توبہ کیجئے

اور اسے ایمان "ایمان یاس" یعنی نا امیدی کے وقت ایمان لانا کہا جاتا ہے جیسے کسی کو پھانسی چڑھایا جاتا ہو اور وہ کچھ دیر پہلے توبہ کر لے یا ایمان قبول کر لے تو بھی توبہ اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول ہے۔مگر جب روح نکلنے لگے، عذاب کے فرشتے نظر آنے لگیں اور سانس اندر جانے کے بجائے گلے میں اٹک کر غرغرہ کی صورت پیدا ہو جائے تو اس وقت نہ توبہ قبول ہے نہ کافر کا ایمان۔ایسی حالت کے ایمان کو "ایمان یاس" کہا جاتا ہے اور اسے ہی اس حدیث شریف میں بیان کیا گیا ہے۔

نتیجہ: موت کا وقت کچھ معلوم نہیں۔کسی بھی وقت موت آسکتی ہے۔دل کا دورہ، اندھی گولی، ٹریفک کے ہولناک ایکسیڈنٹ اب روزمرہ کے مشاہدات ہیں اس لئے انتظار کرنا محض فضول ہے۔جیسے ہی گناہ ہو فوراً سچی توبہ کرے اور گناہ سے جو حق ضائع ہوا تھا اس کے تدارک کی فکر کرے تو ہر وقت انسان پاک صاف رہ سکتا ہے۔اللہ تعالیٰ کو بھی ایسے ہی لوگ پسند ہیں جو کثرت سے اس کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہوں۔یا اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمادے۔آمین

سنت کی مثال

حضرت امام مالک رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ سنت کی مثال نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کشتی کی طرح ہے جو اس میں سوار ہو گیا (گمراہی سے) بچ گیا اور جو اس پر سوار نہ ہوا یعنی سنت کو چھوڑ دیا تو وہ غرق ہو گیا یعنی گمراہ ہو گیا۔(گلزار سنت ص ۲۵)

دوسروں کی ریس

حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی مدظلہ

حدیث: حضرت واقد اللیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ حنین کے لئے نکلے تو آپ کا گذر ایک درخت کے پاس سے ہوا جو مشرکوں کے قبضہ میں تھا اور وہ لوگ اس پر اپنے ہتھیار لٹکا تے تھے اور اس کو ''ذات انواط'' کہتے تھے۔ آپ کے ساتھیوں میں سے بعض نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! ہمارے لئے بھی ایک ایسا ہی ذات انواط بنا دیجئے جیسے ان لوگوں کا ذات انواط ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ! یہ تو وہی بات ہے جیسے (حضرت) موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے موسیٰ (علیہ السلام) سے کہا تھا ''ہمارے لیے بھی ایسے ہی بت بنا دیجئے جیسے ان لوگوں کے بت ہیں'' قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم انہی لوگوں کے راستوں پر چلو گے جو تم سے پہلے گذرے۔ (مشکوٰۃ)

تشریح: جب مکہ فتح ہو چکا تو خبر ملی کہ طائف سے بہت سے عرب قبیلے بھی جمع ہو گئے ہیں اور ان کا ارادہ ہے کہ مسلمانوں سے لڑ کر انہیں نقصان پہنچائیں۔ آپ نے سنتے ہی مکہ سے طائف کا رخ کیا ادھر وہ قبیلے بھی طائف سے مکہ کی طرف مسلمانوں پر حملہ کر نے کے لئے چل پڑے۔ راستہ میں حنین کے مقام پر دونوں لشکروں کی مڈ بھیڑ ہوئی جس میں آخر کار مسلمان جیت گئے اور کفار ہمیشہ کیلئے دب گئے۔ ایک صحابی ابو واقد رضی اللہ عنہ اس سفر کی بابت میں ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جس کا اس حدیث شریف میں ذکر ہے۔ آپ کے ساتھ اس وقت ۱۲ ہزار مسلمانوں کا لشکر تھا جن میں دو ہزار نو مسلم تھے جو فتح مکہ کے وقت اسلام لائے تھے انہیں ابھی اسلام کی تعلیمات کی پوری طرح خبر نہ تھی۔ انہوں نے مشرکوں کے قبضہ میں ایک بڑا درخت دیکھا جس پر انہوں نے اپنے ہتھیار لٹکا رکھے تھے انہیں وہ درخت بہت اچھا معلوم ہوا اور آپ سے کہا کہ ہمارے لئے بھی ایک ایسا ہی درخت بنا دیجئے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو وہی بات ہوئی جیسے بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لوگوں کو بت پوجتے ہوئے دیکھ کر کہا تھا کہ ہمارے لئے بھی انہی جیسے بت بنا دیجئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ کی کہ تمہارے پاس زندگی بسر کرنے کا ان سے کہیں بہتر طریقہ ہے لیکن کیا کیا جائے آدمی اسی چیز کی طرف لپکتا ہے جو دوسرے کے قبضہ میں ہو اور اپنی چیز کو بھول جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنے طریقہ کی پیروی کریں انہیں چاہیئے کہ نہ دوسروں کی ریس کریں اور نہ اپنا طریقہ بھلا دیں (درس حدیث ص ۳۶۱)

بعض روایات حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے مصائب و آفات حق تعالیٰ کی رحمت اور بڑی فضیلت کی چیزیں ہیں، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ سب سے زیادہ بلائیں (تکالیف) انبیاء علیہم السلام پر آتی ہیں اس کے بعد درجہ بدرجہ مقبولین و اولیاء پر۔ لیکن اس کے بالمقابل بہت سی آیات قرآنیہ اور روایات حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی مصیبتیں ہمارے گناہوں کے ثمرات و نتائج ہیں اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ کے قہر (غضب و عذاب) کی علامت ہیں اس لئے حیرانی ہوتی ہے کہ حقیقت کیا ہے؟ اور انسان جب کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو وہ اس کو قہر الٰہی سمجھے یا راحت؟ قطب عالم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے اس مسئلے کا نہایت بہترین حل فرمایا ہے جو علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "صفوۃ الصفوۃ" میں تحریر فرمایا ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ امراض و مصائب کی تین حالتیں ہیں: (۱) بعض حالات میں وہ (مصائب) عذاب اور قہر خداوندی ہوتے ہیں۔ (۲) بعض (حالات) میں وہ (مصائب) گناہوں کا کفارہ (ہوتے ہیں) (۳) بعض (حالات) میں (وہ مصائب) رفع (بلندئ) درجات (کا ذریعہ ہوتے ہیں) اور یہی پہچان ہر ایک کی ہے۔

پہلی قسم: اگر امراض و مصائب کے ساتھ مصیبت زدہ کو تقدیر الٰہی پر غصہ اور اس سے شکایت پیدا ہو تو وہ علامت قہر خداوندی اور عذاب (الٰہی) کی ہے۔

دوسری قسم: اگر (مصائب و امراض پر) صبر کرے تو یہ علامت کفارہ ذنوب (گناہوں) ہونے کی ہے

تیسری قسم: اگر (ان مصائب پر) صبر کے ساتھ رضا اور قلب میں انشراح (کشادگی) محسوس کرے (تنگی محسوس نہ کرے) تو وہ علامت رفع درجات کی ہے۔ عام مؤمنین کی مصائب دوسری قسم میں (داخل ہیں) اور اول قسم اکثر کفار کا حال ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ ہر مسلمان کو اس سے محفوظ رکھے آمین

(ماخوذ از کشکول ص ۲۰ مع اضافہ)

ایک نصیحت آموز حکایت

جب افلاطون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ جب آسمان کمان ہو اور دنیا کی مصیبتیں تیر ہوں اور خدا تعالیٰ نشانہ لگانے والے ہوں تو آدمی کہاں جا کر بچے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تیر چلانے والے کے پاس جا کر کھڑا ہو کیونکہ تیر دور والے پر چلاتے ہیں کہنے لگا کہ بے شک آپ نبی ہیں، ایسا علم نبیوں ہی کا حصہ ہے تو جب خدا تعالیٰ کے نزدیکی ہوگی تو حقیقت میں جس کا نام مصیبت ہے وہ نہیں آ سکتی یعنی تکلیف نہ ہوگی چاہے صورت مصیبت کی ہو مگر دل بالکل خوش ہوگا۔

از طرف: جناب محمد سرور میوتی صاحب

اہل محشر کے مختلف گروہ

جناب غلام مرتضیٰ قصوری صاحب

حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ قیامت کے دن کچھ جماعتیں بنادی جائیں گے مختلف اوصاف کے لحاظ سے۔ ان میں کچھ وہ ہوں گے جن کے پاس اعمال سیہ ہیں۔ ان میں جو عمل غالب ہوگا اسی اعتبار سے وہ گروہ بنائے جائیں گے۔ مثلاً معاذ اللہ زانیوں کا ایک گروہ ہوگا۔ چوروں کا ایک گروہ ہوگا اسی لحاظ سے اور دوسری جماعتیں ہوں گی اور کچھ لوگ وہ ہوں گے جو اللہ کے پسندیدہ اور محبوب بندے ہیں۔ ان میں جو عمل سب اعمال میں غالب ہوگا اس کے اعتبار سے جماعت بنادی جائے گی مثلاً جس شخص کو اپنے اعمال میں نماز سے زیادہ شغف رہا ہے اس کو نمازیوں کی جماعت میں شامل کردیا جائے گا۔ اور جس کو روزہ سے زیادہ شغف رہا ہے اس کو روزہ داروں کی جماعت میں شامل کردیا جائے گا۔ جس میں صدقات کا غلبہ تھا اس کی ویسی ہی جماعت بنادی جائے گی۔ اور ہر جماعت لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد میں ہوگی جس میں بھی جو وصف اور عمل غالب رہا ہے۔ اسی انداز سے ان کی جماعتیں بنادی جائیں گی۔ اسی طرح دنیا میں جو اہل مصیبت گزرے ہیں ان کی جماعتیں الگ ہوں گی۔ مثلاً نابینا جتنے ہیں ان کی ایک جماعت بنادی جائے گی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں جتنے نابینے گزرے ہیں وہ سب ایک جماعت میں ہوں گے اور ان کا امام بنایا جائے گا۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی آخری عمر میں بینائی زائل ہوگئی تھی۔ ان کے ہاتھ ایک سفید جھنڈا ہوگا وہ بجلی کی طرح چمکتا ہوگا۔ حق تعالیٰ جل شانہ اندھوں سے خطاب کرکے فرمائیں گے میں نے دنیا میں تمہاری آنکھیں چھین لی تھیں ایک بڑی نعمت سے تمہیں محروم کردیا تھا۔ مگر تم نے صبر کیا کوئی جزع فزع نہیں کیا۔ آج تم کھلی آنکھوں ہو اور یہ حضرت شعیب علیہ السلام نورانی جھنڈا لئے جارہے ہیں۔ اب تم میرے چہرے اور جمال کو دیکھتے رہو۔ لا لاباد تک تمہاری بینائی آج کھول دی گئی اور فرمادیا جائے گا کہ یمین عرش (عرش کی دائیں جانب) میں آکر قیام کرو تم ہمارے مہمان ہو۔ ان کے سامنے نعمتیں رکھی جائیں گی خدا کا کتنا بڑا احسان ہوگا کہ میدان حشر بپا ہے مخلوق کا حساب وکتاب ہورہا ہے اور یہ نابینا لوگ کھلی ہوئی آنکھیں اور اللہ کے مہمان ہوں گے۔ اور نعمتیں استعمال کررہے ہوں گے تو جب ان نابینا حضرات کی جماعت اس شان سے آئے گی اور حق تعالیٰ ان سے کلام فرما کر مہمان بنائیں گے۔ ٹھیک اسی وقت میں علماء کی جماعت آگے بڑھے گی۔ اور علماء کہیں گے کہ ہماری ہی تلقین سے اور ہمارے ہی بتلانے سے انہوں نے صبر کیا۔ ہمیں کوئی پوچھتا نہیں اور ان اندھوں کو یمین عرش میں جگہ دے دی گئی۔ حق تعالیٰ ان نابینا حضرات سے فرمائیں گے کہ انہیں کہنے دو تم آؤ یمین عرش میں عرش کی دائیں جانب نعمتوں میں ہو گے۔ علماء وہیں کھڑے رہیں گے اس کے بعد بلایا جائے گا ان کو جو جزام کے مرض میں مبتلا تھے کہ دنیا والوں نے ان کو

اچھوت بنادیا تھا محشر کے دن ان کے بدن چودھویں
رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے اور ان کا امام بنایا
جائے گا حضرت ایوب علیہ السلام کو اور ان کو سبز جھنڈا دیا
جائے گا۔ کیونکہ انہوں نے بہت تکلیف اٹھائیں اور
بہت بیماریاں سہیں حق تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم بھی
یمین عرش میں آجاؤ پھر علماء کہیں گے کہ ہمارے ہی
کہنے سے تو انہوں نے صبر کیا اور دل میں تسکین پیدا
ہوئی اور ہمیں کوئی پوچھتا نہیں۔ اندھوں کو بھی بٹھلا دیا
اور کوڑھیوں کو بھی بٹھلا دیا اور ہمیں کوئی پوچھتا نہیں۔ حق
تعالیٰ فرمائیں گے کہنے دو ان علماء کو تم آگے چلو۔ اسی
طرح سے معاملہ ہوا۔ اور اہل مصیبت کا جب یہ سب
نمٹ جائیں گے پھر حق تعالیٰ علماء کو خطاب فرمائیں
گے کہ کیا تم صرف نعمتیں ہی حاصل کرنا چاہتے ہو؟ کیا
تم اسی لئے پیدا کیے گئے تھے کہ صرف اپنی ذات کا ہی
نفع ڈھونڈو؟ نہیں بلکہ تم بھیجے گئے تھے کہ دنیا کی ہدایت
کے لئے یہاں لوگوں کی شفاعت کرو کھڑے ہو کر
جب سب کو بخشوا لو تب تم آگے بڑھنا تم اپنے کام کے
لئے نہیں پیدا کئے گئے بلکہ دنیا کے کاموں کے لئے
پیدا کئے گئے تھے کہ دنیا کے انسانوں کو نفع پہنچاؤ۔ اس
وقت ان کا رتبہ ظاہر ہوگا وہ شفاعتیں کریں گے اور
لاکھوں آدمی ان کی شفاعت کی بدولت بخشے جائیں
گے۔ رب العالمین فرمائیں گے کہ اب تم نے اپنا کام
پورا کیا ہے دنیا میں ہدایت کی یہاں شفاعت کی تم یہ
چاہتے تھے کہ تمہیں کوئی عہدہ مل جائے کوئی نعمت مل
جائے یہ تمہارا کام نہیں تھا۔

بقیہ صفحہ ۲۸ پر

والدین کے ساتھ حسن سلوک کی برکت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ
پسند ہو کہ اس کی عمر دراز ہو اس کا رزق بڑھایا جائے تو
اسے والدین کے ساتھ حسن سلوک اور رشتہ داروں کے
ساتھ صلہ رحمی کرنی چاہئے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے والدین
کے ساتھ حسن سلوک کرے اس کے لئے بڑی خوش نصیبی
کی بات ہے اللہ تعالیٰ اس کی عمر دراز کرے گا۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم
صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گناہ کی وجہ سے انسان
کو محروم کر دیا جاتا ہے اور دعاء کے سوا تقدیر کو کوئی چیز نہیں
بدل سکتی اور والدین کے ساتھ حسن سلوک اور نیکی عمر کو
بڑھاتی ہے۔ (ابن ماجہ)

جیسا کرو گے ویسا بھرو گے

فقیہ ابو اللیث سمرقندی ثابت بنانی رحمہ اللہ
سے ایک واقعہ نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص کسی جگہ پر
اپنے والد کو مار رہا تھا اسے کسی نے ٹوکا تو اپنے باپ
کے ساتھ ایسا کیوں کر رہا ہے تو باپ کہنے لگا کچھ نہ کہو
میں بھی اپنے باپ کو اسی جگہ پر پیٹتا تھا اور مجھے بھی ایسا
بیٹا ملا جو مجھے اسی جگہ پر پیٹتا ہے اس پر کوئی ملامت
نہیں بلکہ یہ میرے اس عمل کا بدلہ ہے جو میں اپنے
باپ کے ساتھ کیا کرتا تھا۔ (تنبیہ الغافلین)

(از طرف جناب مولوی شبیر احمد رحیمی لاہور)

طالب علمی اور فقر وفاقہ

جناب وقاص احمد صاحب
جوڑا پل لاہور

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے لوگ کثرت سے روایت کرتے ہیں (یعنی ابو ہریرۃ بعد میں مسلمان ہوئے لیکن احادیث زیادہ روایت کرتے ہیں) تو فرمایا: میرے مہاجرین بھائی بازاروں میں، انصاری بھائی تجارت وغیرہ میں مشغول رہتے تھے اور ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بھوکے پیٹ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پڑا رہتا تھا اور ان مجلسوں میں حاضر ہوتا جس میں یہ لوگ حاضر نہ ہوتے تھے۔ (جامع بیان العلم جلد ۱ صفحہ ۱۱)

حضرت مولانا نور الحسن صاحب کے پاس سورت سے مولوی محمد سورتی شہرت سن کر پڑھنے کیلئے تشریف لائے کئی نوکر، بہت کچھ سامان ان کے ساتھ تھا۔ نہایت عمدہ مکان کرایہ پر لیا اور شان وشوکت سے رہنے لگے۔ روزانہ لباس تبدیل کر کے سبق کے لئے آتے تھے، ملازم کتاب لئے ساتھ ہوتا تھا، اسی طرح چند روز گزرے۔ حضرت مولانا نے جب ان کو ذکی اور ہونہار پایا تو ایک دن فرمایا: صاحبزادے باپ کی دولت کو اس طرح ضائع نہ کرو اگر علم حاصل کرنا ہے تو یہ کپڑے اور پیالہ لو اور مسجد میں دیگر طلباء کے ساتھ رہو کھانا دو وقت کا گھر سے مل جایا کرے گا اگر یہ نہیں ہو سکتا تو بے کار وقت اور دولت دونوں خراب نہ کرو اس شان وشوکت کے ساتھ علم دین کی دولت ہاتھ نہیں آسکتی۔ انہوں نے پیالہ اور کپڑے ہاتھ میں لئے اور مسجد میں چلے گئے ملازمین اور تمام سامان گھر بھیج دیا۔ (آپ بیتی جلد ۱ صفحہ ۲۸)

حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے فاقہ کے ساتھ علم حاصل کیا اس کو فہم نصیب ہوا۔ (الفقیہ والمتفقہ صفحہ ۹۴)

ابن المقری رحمہ اللہ علیہ، ابو الشیخ رحمہ اللہ علیہ، طبرانی رحمہ اللہ علیہ یہ تینوں ایک زمانے میں مدینہ طیبہ میں طالب علمی کرتے تھے ایک بار ان پر ایسا وقت آیا روزہ پر روزہ رکھا بھوک نے جب بہت زیادہ مضطرب (پریشان) کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس میں گدایانہ حاضر ہوئے اور صدا دی: یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) الجوع! (اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھوک نے ستا رکھا ہے) اس کے بعد طبرانی تو وہیں بیٹھ گئے تا کہ موت آئے گی یا روزی۔ ابن المقری اور ابو الشیخ اپنی قیام گاہ میں واپس آگئے۔ وہ صدا خالی کب جاتی تھوڑی دیر کے بعد مکان کے دروازے پر کسی نے دستک دی دروازہ کھولا تو ایک علوی شخص مع اپنے غلاموں کے تشریف لائے اور غلاموں کے سروں پر بہت سامان تھا۔ علوی شخص نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں آ کر مجھ کو حکم دیا ہے کہ تمہارے پاس کچھ پہنچا دوں۔ (آداب المتعلمین صفحہ ۹۴)

امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ اپنا قصہ خود بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ تنگ دستی سے یہ نوبت پہنچی کہ بدن کے کپڑے بیچنے پڑے جب کپڑوں کی قیمت بھی خرچ ہو گئی تو دو دن بھوکا رہا۔ (آداب المتعلمین صفحہ ۹۵)

بقیہ صفحہ ۳۱ پر

انسان کی کامیابی فقط خدا کو خوش کرنے میں ہے

شاہد اسلام صاحب
متعلم
جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور

حرام مال جس قدر بھی کما لیا جائے اس کا انجام سوائے ہلاکت کے کچھ نہیں ۔ایسے مال سے حاصل کردہ شان وشوکت اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی طرح بھی عزت اور وقار کا ذریعہ نہیں بن سکتی عزت کا حصول صرف خدا تعالیٰ کی خوشنودی سے وابستہ ہے جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اسے دنیا میں آسودگی ملے اور آخرت میں نجات بھی حاصل کرلے تو وہ حسب ذیل نکات پر غور کرے۔

﴿۱﴾ خدا کی مدد کرنا کہ اس کے عوض میں تمہیں بھی اس کی مدد حاصل ہوسکے خدا کی مدد اس میں پوشیدہ ہے کہ خود ٹھیک ٹھیک مسلمان بنانے کی کوشش کرو اور دوسرے مسلمانوں کا خدا کے دین کی طرف رجوع قائم کرو اور اس کا طریقہ یہ کہ ایسے لوگوں کے ساتھ مل جاؤ جنہوں نے لوگوں کی اصلاح کا بیڑہ اٹھایا ہے یہ مدد مال خرچ کرنے سے ہی نہیں بلکہ تبلیغی دوروں کے ساتھ اپنا وقت صرف کرنے سے بھی میسر ہوا کرتی ہے۔ چند مخلص لوگ اس مہم میں حصہ لیں تو ملک گیر اصلاح بعید نہیں اگر حکومت اس کام میں تمہاری امداد کرے تو بغیر کسی مشکل کے معمولی مال صرف کرنے سے ہی یہ مرحلہ بہت تیزی سے طے ہوسکتا ہے کاش حکومت ایسے مخلص لوگوں کو پہچان لیتا کہ قومی معیار کو بلند کیا جاسکے۔

﴿۲﴾ حرام کاری، رشوت خوری، چور بازاری، ملاوٹ اور غلط کاریوں کو یکسر چھوڑ دیا جائے کیونکہ ایسا کرنے سے مال کم نہیں ہوگا بلکہ بڑھے گا۔

﴿۳﴾ خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا سہارا حاصل کیا جائے یہ سہارا کوئی معمولی بات نہیں صحابہ کرام اسی سہارے سے دنیا میں بھی معزز ترین بن گئے تھے۔

﴿۴﴾ صوم وصلوٰۃ کی پابندی حاصل کریں۔

﴿۵﴾ دین کا ضروری علم حاصل کیا جائے جو شخص دین کا علم اس لئے حاصل کرتا ہے کہ وہ اس سے اسلام کو زندہ کرے گا تو قیامت کے دن اس کے درجے اور انبیاء کے درجے میں صرف ایک درجے کا فرق ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو حکم دیا کہ وحی کا علم، دولت اور سلطنت میں کسی ایک چیز کو اختیار کریں تو آپ نے علم کو ترجیح دی لہذا اس علم کے سبب آپ کو دولت بھی ملی اور سلطنت بھی مل گئی ۔افسوس ہے کہ ہم ان باتوں کو نظر انداز کردیتے ہیں حالانکہ حقیقت یہی ہے۔

﴿۶﴾ خدا اور اس کے رسول اور اولیاء کرام کی محبت کو اپنایا جائے کیوں کہ ان کے علاوہ اور کوئی چیز محبت کے قابل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ان انعامات کو جو وہ انسانوں کو عطا فرماتا ہے اگر اللہ کی راہ میں صرف کئے جاویں تو قرآن میں ان انعامات میں مزید اضافے کا وعدہ کیا گیا ہے چنانچہ حرام مال کی رغبت کی بجائے حلال ذرائع سے اپنے مال کو بڑھاتے رہو اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے سے حاصل کردہ نعمتوں کو قید کرلو۔

(ماخوذ از آداب زندگی)

موت کا فیصلہ اٹل ہے

محمود غزنوی رحمہ اللہ بہت بڑے غازی تھے۔ بڑی شان و شوکت والے تھے۔ ان کے رعب و دبدبے سے کفار کانپتے تھے۔ بڑے بڑے قلعے انہوں نے فتح کئے۔ ہندوستان جیسے عظیم و وسیع ملک کو فتح کیا حتی کہ سومنات کو بھی فتح کیا جس کے بارے میں ہندوؤں کا عقیدہ تھا کہ یہ بت ہر موقعہ پر ہمیں بچائے گا۔ محمود غزنوی رحمہ اللہ کی فوج کی تعداد لاکھوں تک پہنچی ہوئی تھی، ہزاروں جنگی ہاتھی ان کی فوج میں ہوتے تھے۔ دنیا کے عظیم خزانے ان کے قبضے میں آئے۔

اس عظیم سپہ سالار نے ۲۳ ربیع الثانی ۴۲۱ھ یعنی ۳۰ اپریل ۱۰۳۰ء کو اپنے رب ذو الجلال کے بلاوے پر سر تسلیم خم کیا اور موت کی آغوش میں چلے گئے۔ انتقال کے وقت ان کی عمر ۶۳ سال تھی۔

کتب تاریخ میں ہے کہ طویل علالت کے بعد جب محمود غزنوی رحمہ اللہ کو یہ محسوس ہوا کہ ان کا آخری وقت آن پہنچا ہے تو انہوں نے حکم دیا کہ شاہی خزانے کے تمام ہیرے، جواہرات اور قیمتی اشیاء یہاں تک کہ گھوڑے اور ہاتھی بھی نکال کر ان کے سامنے لائے جائیں۔ جب ساری چیزیں ان کے سامنے سجا دی گئیں تو انہیں دیکھ کر محمود غزنوی رحمہ اللہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

گویا کہ لڑائیوں کے ہولناک مناظر، زندگی اور موت کی کشمکش کے حیرت انگیز واقعات اور غزوات (جنگوں) میں عورتوں اور بچوں کی چیخ و پکار کے خوفناک مناظر جو ان کے ذہن پر نقش تھے ان کی آنکھوں کے سامنے پھرنے لگے۔ چنانچہ وہ اس موقعہ پر دنیا کو اور دنیاوی ساز و سامان کو الوداع کہتے ہوئے آبدیدہ ہو گئے اور نہایت رقت کی حالت میں یہ عبرت انگیز اشعار ان کی زبان پر آ گئے۔

ہزار قلعہ کشادم بہ یک اشارتِ دست
بسے مصاف شکستم بہ یک اشارتِ پائے
چوں مرگ تاختن آورد، ہیچ سود نہ داشت
بقا بقائے خدا ہست و مُلک مُلک خدائے

ترجمہ: (۱) میں نے اپنے ہاتھ کے ایک اشارے سے ہزاروں قلعے فتح کئے اور پاؤں کے ایک اشارے سے بہت سے محاذ جنگ جیت لئے (۲) لیکن جب موت نے مجھ پر حملہ کیا تو کچھ بھی کام نہ آیا بے شک بقا صرف خدا تعالیٰ کی ذات کو ہے اور تمام ملک خدا تعالیٰ ہی کا ہے۔

یہ دنیا کے اس عظیم رعب و دبدبہ والے بادشاہ محمود غزنوی رحمہ اللہ کی موت کا حال تھا جو آپ نے سن لیا۔ ایسے بارعب اور بے شمار فوج والے بادشاہ بھی موت کے سامنے بے بس ہو کر روتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے۔

گردوں کے ستم دیکھے اجڑا ہوا گھر دیکھا
دیکھا تو نہ جاتا تھا نا چار مگر دیکھا

(ترغیب المسلمین ص ۲۰۲)

سلسلہ نمبر ۴

کھانے کے بعد کی دعائیں

مولانا محمد عمر فاروق صاحب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کھانے کے بعد متعدد دعائیں منقولہ ہیں۔ ان منقولہ دعاؤوں میں سے کسی ایک دعا کا پڑھ لینا بھی ادائے سنت کے لئے کافی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تمام دعاؤں کو مختلف موقعوں پر پڑھ لیا کرے تا کہ تمام دعاؤں کا ثواب مسنون مل جائے جو باعث اجر عظیم ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فراغت طعام پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ "تعریف اس خداوند قدس کی جس نے کھلایا پلایا اور مسلمان بنایا۔ (ابن سنی ۳۶۲، ابن ماجہ ۲۴۳، ترمذی ۲)"

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھاتے یا پیتے تو یہ دعا پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَ وَسَقٰی وَسَوَّغَهٗ وَجَعَلَ لَهٗ مَخْرَجًا ۔ "اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے کھلایا، پلایا، حلق سے اترنا آسان کیا اور نکلنے کا راستہ بنایا"

حضرت حارث ازدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح و شام کے کھانے سے فراغت پر یہ دعا پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَطْعَمْتَ وَسَقَیْتَ وَاَشْبَعْتَ وَاَرْوَیْتَ فَلَکَ الْحَمْدُ غَیْرَ مَکْفُوْرٍ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًی عَنْهُ ۔ "اے اللہ! آپ ہی کے لئے تعریف ہے آپ نے کھلایا پلایا آسودہ کیا، سیراب کیا پس تیرے ہی لئے تعریف ہے جس میں ناشکری کی گئی نہ چھوڑی گئی اور نہ (اے رب) بے پرواہی برتی گئی" (ابن سنی ۴۸۷، مجمع الزوائد ۵/۳۲ بسند ضعیف)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہما اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ مَنَّ عَلَیْنَا وَهَدَانَا وَالَّذِیْ اَشْبَعَنَا وَاَرْوَانَا وَ کُلَّ الْاِحْسَانِ اٰتَانَا "تعریف اس اللہ کی جس نے ہم پر احسان کیا ہدایت سے نوازا، جس نے پیٹ بھر کر کھانا کھلایا، سیراب کیا اور ہر قسم کے احسانات کی بخشش کی" (ابن سنی ۴۶۶ بسند ضعیف)

(ماخوذ از الدعاء المسنون)

یہ ہے سرداری ....

حجاج نے خالد بن صفوان سے پوچھا: بصرہ کا سردار کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: حسن بصری رحمہ اللہ۔ حجاج نے پوچھا: وہ کیسے؟ وہ تو موالی ہیں (یعنی حسب و نسب والے عرب قبائل سے تعلق نہیں رکھتے) انہوں نے جواب دیا: لوگ ان کے دین کے ضرورت مند ہیں اور وہ لوگوں کی دنیا سے بے نیاز ہیں۔ میں نے بصرہ کے اشرف (عزت دار لوگوں) میں سے کسی کو نہیں دیکھا جو ان کے حلقے میں پہنچے اور ان کی بات سننے اور لکھنے کا خواہش مند نہ ہو۔ حجاج نے کہا: خدا کی قسم یہ ہے سرداری۔

(تعلیم کی اہمیت ص ۹۱)

ارشادات

شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب کاندھلوی قدس سرہ

ابو ناجیہ
لاہور

ہر نیکی صدقہ ہے

:فرمایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آدمی کے بدن میں ۳۶۰ جوڑ ہیں جب آدمی صبح کو صحیح وسالم تندرست اٹھتا ہے تو ہر جوڑ کی صحت وسلامتی کے بدلے اس کے ذمہ ایک صدقہ (شکرانہ) واجب ہوتا ہے۔ اس حدیث میں آگے یہ مضمون ہے ”آدمی اپنی بیوی سے صحبت کرے یہ بھی صدقہ ہے“۔ اس روایت میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آدمی اپنی بیوی سے شہوت پوری کرتا ہے اس میں صدقہ ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو اللہ جل شانہ بہت ہی درجات عالیہ اپنی اور ان کی شایان شان عطا فرمائے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا سی بات دریافت کر کے امت کے لئے بہت کچھ ذخیرہ چھوڑ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اشکال پر یوں فرمایا: کہ اگر اس پانی کو بے محل گرا دے یعنی حرام کاری کرے تو کیا گناہ نہ ہوگا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ضرور ہوگا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر یعنی اگر حرام سے بچنے کی نیت سے اپنی بیوی سے صحبت کرے تو پھر کیوں ثواب نہ ہوگا؟ (مشکوۃ باب صلاۃ الضحی)

اوقات کی قدر و قیمت

:فرمایا اوقات بہت قیمتی ہیں۔ زندگی کا جو وقت مل گیا ہے اس کی قدر پہچانی چاہئے۔ حدیث میں آیا ہے کہ بندے کو چاہئے کہ وہ اپنی زندگی میں اپنے لئے اور زندگی میں موت سے پہلے اور نوجوانی میں اپنے بڑھاپے سے پہلے اور اس دنیا میں آخرت سے پہلے زادِ راہ تیار کر لے۔

تیرا سانس نخل موسوی ہے
یہ جزر و مد جواہر کی لڑی ہے

جو اللہ کا ہوا مخلوق اس کی ہوئی

:فرمایا میرے دوستو! مالک کے سامنے جھک جاؤ تو ساری چیزیں تمہارے سامنے جھک جائیں گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قصے معلوم ہیں۔ ایک مرتبہ افریقہ کے جنگل میں مسلمانوں کو چھاؤنی ڈالنے کی ضرورت پیش آئی اور ایسے جنگل میں میں جہاں ہر قسم کے درندے اور موذی جانور بکثرت تھے حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ امیر لشکر چند صحابہ کو ساتھ لے کر اس جگہ پہنچے اور اعلان کیا: اَیُّھَا الْحَشَرَاتُ وَالسِّبَاعُ نَحْنُ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَارْحَلُوْا فَاِنَّا نَازِلُوْنَ فَمَنْ وَجَدْنَاہُ بَعْدُ قَتَلْنَاہُ ”اے زمین کے اندر رہنے والو جانورو اور درندو! ہم صحابہ کی جماعت اس جگہ رہنے کا ارادہ کر رہے ہیں اس لئے تم یہاں سے چلے جاؤ اس کے بعد جس کو ہم تم میں سے پائیں گے قتل کر دیں گے۔“ یہ اعلان تھا یا کوئی بجلی تھی جو ان درندوں اور موذی جانوروں میں دوڑ گئی اور وہ اپنے اپنے بچوں کو اٹھا کر سب چل دیئے۔

(ماخوذ از تین مجالس)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّضْمَنْ لِيْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَ مَابَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ (رواہ البخاری)

ترجمہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس چیز (کی حفاظت) کا ضامن بن جائے جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے (یعنی زبان) اور جو اس کی دونوں رانوں کے درمیان ہے (یعنی شرمگاہ) تو میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔

تشریح: منہ یعنی زبان اور شرمگاہ کے گناہ بہت خطرناک ہیں ان دونوں کی حفاظت نہ کرنے سے دوزخ کے داخلہ کا سامان بن جاتا ہے اور دوزخ کے داخلہ کا زیادہ تر سبب انہی دو چیزوں کے اعمال ہوتے ہیں (اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهَا) بہت سے لوگ شرمگاہ کی حفاظت تو کر لیتے ہیں مگر زبان کی حفاظت کے بارے میں بہت کوتاہی اور کم ہمتی دکھاتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ زبان کی حفاظت کے بارے میں کچھ عرض کر دیا جائے۔ انسان کے اعضاء میں زبان بھی ہے لیکن اس کو بہ نسبت دوسرے اعضاء کے خاص قسم کی اہمیت حاصل ہے۔ اعضاء انسانی میں زبان سب سے اچھی چیز ہے اللہ کا نام بھی زبان سے لیا جاتا ہے، اسلام کا کلمہ اسی سے پڑھا جاتا ہے قرآن کی تلاوت، خیر کی دعوت بھی اسی سے دی جاتی ہے دوسری جو نیکیاں ہوتی ہیں ان میں بھی عموماً کسی نہ کسی طرح زبان کی شرکت ہوتی ہے اس کے برعکس زبان سے ہی کفر کا کلمہ نکلتا ہے۔ شرکیہ الفاظ صادر ہوتے ہیں۔ گالی دی جاتی ہے لعنت، غیبت، چغلی، جھوٹ زبان سے ہی ہوتے ہیں۔ حدیث میں ہے جب صبح ہوتی ہے تو سب اعضاء عاجزی کے ساتھ زبان سے کہتے ہیں کہ تو ہمارے بارے میں اللہ سے ڈر کیونکہ ہم تجھ سے متعلق ہیں (ہماری خیر و عافیت اور دکھ تکلیف تجھ سے متعلق ہیں) پس اگر تو ٹھیک رہی تو ہم بھی ٹھیک رہیں گے اگر تجھ میں کجی آ گئی تو ہم میں بھی کجی آ جائے گی۔ کجی ٹیڑھے پن کو کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ تو ٹیڑھی چلی اور تو نے بے راہی اختیار کی تو ہماری بھی خیر نہیں جیسے دیکھو گالی زبان دیتی ہے اس کے عوض جوتا سر پر پڑتا ہے۔ زبان کی آفات اور مہلکات یعنی انسان کو برباد کرنے والی چیزیں بہت زیادہ ہیں، بہت سے لوگوں کو بے جا بولنے کی عادت ہوتی ہے خواہ مخواہ جھک جھک کرتے ہیں دنیا بھر کے قصوں اور ایسی باتوں میں زبان استعمال کرتے ہیں جن میں اپنا نفع نہ دنیا میں نہ آخرت میں ہوتا ہے بلکہ باتیں کرتے کرتے بڑے گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ زبان کی آفات بہت ہیں جن میں یہ چیزیں آتی ہیں (۱) جھوٹ بولنا (۲) لعنت کرنا (۳) چغلی کھانا (۴) گالی دینا (۵) غیبت کرنا (۶) کسی کا مذاق اڑانا (۷) جھوٹا وعدہ کرنا (۸) جھوٹی قسم کھانا (۹) دوسروں کو ہنسانے کی باتیں کرنا (۱۰) گانا گانا (۱۱) **بقیہ صفحہ ۲۹ پر**

خواتین کا علم و عمل

دنیا کی نیک عورت حورعیناء سے افضل ہے

جناب ضیاء الرحمن صاحب
معلم وحدانیات
جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے حورعیناء کی خبر دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے) گورے رنگ والی ہیں۔ بڑی بڑی آنکھوں والی ہیں۔ سخت سیاہ بالوں والی ہیں۔ جیسے کہ گدھ کا پر۔ ان کی صفائی مثل اس موتی کے ہے جو سیپ سے ابھی ابھی نکلا ہو جسے کسی کا ہاتھ نہ لگا ہو۔ خوش خلق اور خوبصورت ہیں۔ ان کی نزاکت اور نرمی انڈے کی اس جھلی کی مانند ہوگی جو اندر ہوتی ہے۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ دنیا کی عورت افضل ہے یا حورعیناء؟ فرمایا دنیا کی عورتیں حورعیناء سے بہت افضل ہیں۔ جیسے استر سے ابرا بہتر ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا اس فضیلت کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا نمازیں، روزے اور اللہ تعالیٰ کی عبادتیں۔ اللہ نے ان کے چہرے نور سے ان کے جسم ریشم سے سنوار دیئے ہیں۔ سفید ریشم اور سبز ریشم اور زرد سنہرے ریشم اور زرد سنہرے زیور، بخوردان موتی کے، کنگھیاں سونے کی یہ کہتی رہیں گی۔

نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَمُوْتُ اَبَدًا
وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَا نَبْأَسُ اَبَدًا
وَنَحْنُ الْمُقِيْمَاتُ فَلَا نَظْعَنُ اَبَدًا
وَنَحْنُ الرَّاضِيَاتُ فَلَا نَسْخَطُ اَبَدًا

ترجمہ: ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں کبھی مریں گی نہیں ہم ناز و نعمت والیاں ہیں کبھی مفلس نہ ہوں گی۔ ہم اقامت کرنے والیاں ہیں کبھی سفر نہیں کریں گی۔ ہم اپنے خاوندوں سے خوش رہنے والیاں ہیں کبھی روٹھیں گی نہیں۔ طُوْبٰی لِمَنْ كُنَّا لَهٗ وَكَانَ لَنَا "خوشخبری ہے ان کے لئے جن کے لئے ہم ہیں اور وہ ہمارے لئے ہیں"۔ مبارک ہو میری ان ماؤں بہنوں کو جو احکامات الٰہیہ پورا کرنے کی کوشش کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول نے کتنی بڑی خوشخبری دی ہے کہ دنیا میں نیک عمل کرنے والی عورتیں جنت کی اس حورعیناء سے افضل ہیں جس کو عنبر و مشک سے پیدا کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

(آمین ثم آمین) (تفسیر ابن کثیر ج۵/۷۵)

بقیہ اہل محشر کے مختلف گروہ

تمہارا کام یہ تھا کہ دنیا کو سب کچھ ملے تم الگ کھڑے رہو اس کے بعد تمہیں اجر ملے۔ تو بہر حال یہ جو ہمیں عرش جائیں گے یہی ہیں وہ جسے میں نے عرض کیا تھا کہ اللہ کے پہلو میں جگہ مل جائے گی کہ دنیا میں انہوں نے اللہ کو عقیدہ کی آنکھ سے دیکھا تھا قبر میں اس کے جلوے دیکھے میدان حشر میں اس کی تجلی دیکھی اور آخر میں جا کر مل جائیں گے ہمیں عرش میں حق تعالیٰ کے پہلو میں بیٹھ جائیں گے۔ اللہ رب العزت ہمیں علماء کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

حضرت مولانا
محمد مطیع الحق پیامی حفظہ
فاضل دارالعلوم دیوبند

بیٹی کے قاتل کو معافی

عرب کے ملک میں ہبار نام کا ایک شخص تھا جو اسلام کا سخت مخالف اور دشمن تھا۔ وہ اپنی سنگ دلی اور بے رحمی کی وجہ سے سارے عرب میں بدنام تھا۔ جنگ بدر کی لڑائی کے بعد حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا اونٹنی پر مکہ شریف سے مدینہ جارہی تھیں کہ ظالم ہبار نے نیزہ سے حملہ کردیا، وہ زخموں کی وجہ سے بے ہوش ہوگئیں۔ آپ کے ہمراہی (ساتھی) آپ کو مدینہ شریف لے آئے مگر مدینہ پہنچتے ہی آپ کی لاڈلی اور چہیتی بیٹی وفات پاگئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت صدمہ ہوا اور ہبار کی نالائقی پر بہت غصہ آیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غلبہ دیا اور مکہ معظمہ فتح ہوگیا تو وہی مسلمان جو مکہ سے نہایت مظلومیت اور بے کسی کے ساتھ نکلے تھے، وہ نہایت شان وشوکت سے مکہ میں داخل ہوئے۔ وہی کفار جنھوں نے مسلمانوں کا خون پیا تھا اور طرح طرح کے ظلم کئے تھے، عاجز اور قیدی ہوکر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوئے۔ ان قیدیوں میں ہبار بھی تھا اور اس کی گردن شرم سے جھکی ہوئی تھی اور اس کو یقین تھا کہ ابھی میرا سر اڑا دیا جائے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت بھری نظر ہبار پر پڑی۔ اس کے چہرے سے اس کی دل کی کیفیت معلوم ہوئی دریائے رحمت جوش میں آیا اور فرمایا: ہبار! ''تیرا قصور معاف ہوا''

ہبار اپنی امید کے بالکل خلاف یہ رحمت بھرے الفاظ سن کر خوشی سے اچھل پڑا۔ اور بے اختیار قدموں میں جاگرا کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہوگیا۔ اور کہنے لگا واقعی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسے سنا تھا اس سے زیادہ پایا۔ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔ کیونکہ یہ سوائے رسول اللہ کے اور کسی کا حوصلہ نہیں ہوسکتا۔ یہی وہ اخلاق تھے جن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غیروں کو اپنا اور خون کے پیاسے دشمنوں کو جان نثار بنا لیتے تھے۔

(از ضیاء الاسلام ۱۱۳/۳)

بقیہ زبان کی حفاظت

کسی کی نقل اتارنا (۱۲) جھوٹی تعریف کرنا (۱۳) فحش کلامی کرنا (۱۴) جھگڑا کرنا (۱۵) بہتان لگانا (۱۶) طعنہ زنی کرنا (۱۷) کسی کی مصیبت پر خوشی ظاہر کرنا۔ غور کریں ان میں اکثر چیزیں بہ نسبت مردوں کے عورتوں میں پائی جاتی ہیں آپ دیکھیں جہاں دو عورتیں اکٹھی ہوں فوراً کسی کی غیبت، چغلی، بہتان، حقیر سمجھ کر دوسروں کو باتیں کریں گی حالانکہ ان کو یہ نہیں معلوم اس طرح کرنے سے ان کی کی ہوئی نیکیاں آہستہ آہستہ ختم ہوجاتی ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ ان آفات میں سے ہر ایک پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات نقل کئے جاتے جبکہ ان کے لئے بہت سی جگہ درکار ہے بہر حال اس کے علم میں آجانے کے فوراً بعد غور کریں کونسی برائی اپنے اندر موجود ہے جس کو اپنے اندر محسوس کریں فوراً اس سے توبہ کریں۔ مَنْ صَمَتَ نَجَا ''جو خاموش رہا نجات پاگیا'' اللہ تعالیٰ سب کو زبان کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

بچوں کا علم و عمل

قوت حافظہ کے چند مفید ٹوٹکے

جناب سید سعید الحسینی صاحب
گوجرانوالہ

☆.....امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تم پر شہد لازم ہے کیونکہ وہ حافظہ کے لئے بہترین چیز ہے۔

☆.....پودینہ کو جوش دے کر اس میں کلونجی کے تیل کے چند قطرے اور خالص شہد کا ایک بڑا چمچ ملا دیں اور صبح نہار منہ اس کو پی لیں تو پورا دن حافظہ تروتازہ اور طبیعت ہشاش بشاش رہے گی۔

☆.....شہد کو کلونجی کے تیل کے ساتھ ملا کر استعمال کرنا خوش آوازی اور بلغم نکالنے کے لئے انتہائی مفید و مجرب ہے۔

☆.....ہاشمی کا قول ہے کہ جو شخص حدیث شریف کو حفظ کرنا چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ صبح نہار منہ صاف ستھری کشمش کے اکیس دانے استعمال کرے۔

☆.....ایک شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بھولنے کی بیماری کی شکایت کی، آپ نے فرمایا کہ گائے کا دودھ لازم کرلے کیونکہ یہ دل کو بہادر بناتا ہے اور بھولنے کی بیماری کو دور کرتا ہے۔

☆.....قوت حافظہ کی نیت سے زمزم کا پانی پئیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ زمزم کا پانی جس غرض کے لئے پیا جائے وہ حاصل ہوتی ہے سلف صالحین میں سے متعدد حضرات نے مختلف نیتوں سے زمزم کا پانی نوش کیا اور ہر ایک کو اس کی غرض و نیت حاصل ہوئی۔

☆.....ڈاکٹر حسان شمسی پاشا کا قول ہے کہ تازہ مچھلی میں ایسے نامنر پائے جاتے ہیں جو دماغ کو قوت بخشتے ہیں۔

☆.....غذا کم مقدار میں استعمال کی جائے کیونکہ بسیار خوری اور بدہضمی سے حافظہ میں ضعف (کمزوری) اور فکر و خیالات میں ڈھیلا پن پیدا ہو جاتا ہے اس لئے قدیم مشائخ میں یہ مقولہ معروف رہا ہے کہ البطنة تذھب الفطنة یعنی پیٹ بھر کر کھانا ذہانت کو ختم کر دیتا ہے

(ماخوذ: کیف تحفظ القرآن)

بچوں کی دعائیں

ہونٹ کی صحت سچائی
ذہن کی صحت دانائی
دل کی صحت ہے احسان
میرے منے میری جان
آنکھ کی صحت شرم و حیا
ہاتھ کی صحت جو دو سخا
حق کی صحت ہے اعلان
میرے منے میری جان
پاؤں کی صحت صبر و ثبات
کان کی صحت رب کی بات
روح کی صحت ہے ایمان
میرے منے میری جان
دین کی صحت سنت ہے
فعل کی صحت طاعت ہے
قول کی صحت ہے قرآن
میرے منے میری جان

(محمد عمر عرفان درجہ ثانیہ) (ارمغان کے بول)

بقیہ طالب علمی اور فقر وفاقہ

میر محدث بلگرامی رحمہ اللہ ایک روز بے ہوش ہو کر گر پڑے، بہت استفسار کے بعد فرمایا: تین دن سے کوئی غذا میسر نہیں آئی۔(آداب المتعلمین صفحہ ۹۵)

حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائے پوری رحمہ اللہ نے بڑی تنگی کے ساتھ پوری طالب علمی کا زمانہ گزارا۔ ابتدائی قیام میں ایک روٹی بغیر سالن کے ملتی تھی وہ بھی کہیں سے پکی اور کہیں سے کچی ہوتی تھی گاؤں سے کسی دن چھاچھ آجاتی تو اس سے حلق میں اتاری جاتی ورنہ پانی سے۔ ہمارے یوپی کے ساتھی تو اسی ایک روٹی کو آدھی آدھی کرکے دو وقت کھا لیتے لیکن میں پنجاب کا رہنے والا ایک ہی وقت میں کھا لیتا تھا اور دوسرے وقت میں اللہ کا نام لیتا رہتا تھا باغ میں پتے تلاش کرتے جن پر گزر ہو جائے مختلف قسم کے پتے بھی کھا لیتے۔ مہمانوں کی چائے سے جو پتی بچی تھی اس کو پکا کر باورچی خانہ میں جو پڑا گل جاتا تھا اس کو پکا کر مُربّہ سا بنا کر اس میں وہ پتی ڈال کر روٹی اس سے کھا لیتے تھے۔ کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر ایک پھٹا ہوا کپڑا کسی کا پڑا اتار دی کر کے ڈال دیا گیا تھا۔ حضرت نے اس کو اٹھا کر دھو کر پاک صاف کر کے کئی مرتبہ تہہ کر کے اس کو حافظ یوسف علی صاحب کی گھوڑی جہاں بندھتی تھی وہاں بچھا لیا تھا وہی بستر تھا وہی مُصلی تھا۔ چودہ سال اس پر گزر گئے خانقاہ میں ایک ہی لالٹین تھی اور خانقاہ میں سانپ، بچھو، کنکھجورے کثرت سے ہوتے تھے۔ حضرت فرماتے تھے کہ ایک ٹوٹا ہوا لافس میرے پاس رہتا تھا اس کو کبھی زمین پر مار دیتا تھا تاکہ کوئی سانپ، بچھو ہو تو چلا جائے۔(آپ بیتی جلد ۱ صفحہ ۱۲۱)

دینداری کی طرف مائل ہونے کے 15 طریقے

﴿۱﴾......رب تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنا۔

﴿۲﴾......اللہ کی محبت کا دل میں جگہ پالینا۔

﴿۳﴾......نعمت الٰہی کا مدِ نظر ہونا۔

﴿۴﴾......اللہ تعالیٰ کے غصہ اور انتقام کا مدِ نظر ہونا۔

﴿۵﴾......دنیا اور آخرت کی محرومی کا ڈر ہونا۔

﴿۶﴾......کامیابی کا مدِ نظر ہونا۔

﴿۷﴾......بدلۂ خداوندی پر نظر ہونا۔

﴿۸﴾......اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونے پر نظر ہونا

﴿۹﴾......موت کا خوف ہونا۔

﴿۱۰﴾......مصیبت اور عافیت کا دھیان ہونا۔

﴿۱۱﴾......خواہشات نفسانیہ سے مقابلہ کرنا اور اسباب دینیہ اختیار کرنا۔

﴿۱۲﴾......خیالات میں باطل کی آمیزش نہ ہونے دینا۔

﴿۱۳﴾......ان اسباب کو چھوڑ دینا جو خواہشات نفسانیہ پر ابھارتے ہیں۔

﴿۱۴﴾......اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کے عجائب میں غور وفکر کرنا۔

﴿۱۵﴾......دنیا کے فانی ہونے اور آخرت کے باقی اور دائمی ہونے پر نظر کرنا۔

﴿ماخوذ از توشہ صابرین ذخیرۂ شاکرین﴾

مولانا سید
عبداللہ شیرازی بنگلام

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے دیکھا کہ قریش مکہ ایک میدان کی طرف رواں دواں ہیں۔ میں بھی ان کے پیچھے چلا۔ ابوسفیان (جو اس وقت ایمان نہیں لایا تھا) امیہ بن خلف کے پہلو میں کھڑا تھا جو اس مجمع میں نمایاں مقام پر کھڑے تھے۔

اس طرح مجھے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو دیکھنے کا موقع ملا جن کو قریش نے میدان میں زنجیروں کے اندر جکڑ رکھا تھا۔ میں نے دیکھا کہ خبیب کو تختۂ دار کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ چنانچہ میں نے عورتوں، بچیوں کی چیخ و پکار کے درمیان سے خبیب رضی اللہ عنہ کی پر سکون آواز سنی کہ مجھے قتل کرنے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھنے کی اجازت دیدو۔ قریش نے ان کو اجازت دے دی۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے قبلہ رو ہو کر دو رکعت پڑھیں اور پھر سرداران قریش کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: واللہ! اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم میرے متعلق اس بدگمانی میں مبتلا ہو جاؤ گے کہ میں موت سے ڈر کر نماز کو لمبا کر رہا ہوں تو میں اور لمبی اور اطمینان کے ساتھ نماز پڑھتا۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے قریش کو دیکھا کہ وہ زندہ خبیب کا مثلہ کر رہے ہیں اور ان کے جسم کے اعضاء یکے بعد دیگرے کاٹ رہے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ یہ کہتے جا رہے ہیں کیا تم یہ بات پسند کرتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہاری جگہ یہاں ہوں اور تم اس تکلیف سے نجات پا لو۔ خبیب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا (اور اس وقت ان کے جسم سے بے تحاشہ خون بہہ رہا تھا) ظالمو! یہ تم کیا کہہ رہے ہو واللہ! مجھے تو یہ بھی گوارا نہیں کہ میں امن کے ساتھ گھر رہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کے تلوے میں کانٹا چبھ جائے۔ یہ سنتے ہی قریش نے اپنے ہاتھوں کو فضاء میں بلند کرتے ہوئے چیخنا شروع کر دیا کہ مار ڈالو اس بے دین کو چنانچہ لوگ آپ رضی اللہ عنہ پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا خبیب نے تختہ دار ہی سے اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے کہا پروردگار انہیں ایک ایک کر کے گن لے انہیں منتشر کر کے ہلاک کر اور ان میں کسی کو نہ چھوڑ۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے آخری سانسیں لیں اور ان کی روح پرواز کر گئی۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ کو بعد میں جب یہ واقعہ یاد آتا تو وہ بے ہوش ہو جاتے۔ (از زندگیاں صحابہ کی مع اختصار)

جامعہ کے شب و روز

﴿۱﴾......مؤرخہ ۵ جمادی الاولیٰ بمطابق 4 جولائی بسلسلہ ماہانہ بیان حضرت مولانا مفتی محمد زکریا صاحب مدظلہ (نائب مفتی جامعہ اشرفیہ، لاہور) جامعہ میں تشریف لائے اور بعد از نماز عصر تقریباً 25 منٹ بڑے پر لطف انداز میں بیان فرمایا جس کو سامعین نے بڑی توجہ اور ذوق و شوق سے سُنا۔

﴿۲﴾......جامعہ میں درسگاہوں کی تین منزلہ عمارت بحمد اللہ مکمل ہو چکی ہے۔ جو اُس کا پلستر باقی تھا اب وہ بھی مکمل ہو چکا ہے۔ اب صرف کھڑکیاں، دروازوں کا کام ہو رہا ہے اور بجلی فرش کا کام باقی رہ گیا ہے۔

﴿۳﴾......جامعہ کے درجہ کُتب کا سالانہ امتحان مؤرخہ 5 ستمبر 2004 کو ہونا طے پایا ہے۔

﴿۴﴾......تمام طلباء درجہ کُتب کے لئے درس گاہوں میں (جو فی الحال ان کے ہاسٹل بھی ہیں) جامعہ کی طرف سے ایئر کولر لگائے گئے ہیں۔

علم و عمل کے بارے میں قارئین کرام کی آراء

- آپ کا مجلّہ علم و عمل پڑھنے کا اتفاق ہوا انتہائی خوبصورت مجلّہ ہے۔ (عبدالودود نعمانی صاحب چارسدہ)
- "علم و عمل" پڑھا اور دل کو بہت تسکین و تشفی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس رسالے کو مزید ترقی سے نوازے (آمین)

  (ارشاد احمد صاحب، منڈی بہاؤ الدین)
- بندہ نے "علم و عمل" جامعہ عبداللہ بن عمر کا ترجمان پڑھا، بہت ہی پیارا رسالہ تھا بہت خوشی ہوئی

  (رفاقت علی کورائیہ صاحب، بہاولپور)
- مجھے یہ رسالہ بہت پسند آیا، بہت جامع مضمون ہیں اور آپ کے والد ماجد (حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب مدظلہ) کا علمِ حدیث تو بہت ہی پسند آیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس سعی مبارک کو قبول فرمائیں (رسالہ کا اجراء) بڑا ہی اچھا اقدام ہے۔ (قاری مظہر حسین صاحب، خانیوال)
- رسالہ کافی اچھا اور پسند ہے۔ (بشیر احمد صاحب کوئٹہ)
- آپ کا ماہنامہ علم و عمل رسالہ سرسری نظر پڑھنے سے ہی دل پر اثر کر گیا کیونکہ مضامین ہی بیحد مؤثر تھے اصلاح قلوب کیلئے۔ (سیف الرحمن صاحب مظفرگڑھ)

نوٹ:۔ قارئین کرام آئندہ بھی رسالہ کے بارے میں اپنی تجاویز اور قیمتی آراء سے نوازتے رہیں، آپ کی یہ قیمتی آراء اور تجاویز رسالہ کی دلکشی، خوبصورتی اور ترقی میں ہماری ممد و معاون ثابت ہوتی ہیں۔

جامعہ عبداللہ بن عمر کا

ایک روزہ پانچواں عظیم الشان **سالانہ جلسہ** ماہ نومبر میں ہونا طے پایا ہے

(انشاء اللہ تعالیٰ)۔ جلسہ کی حتمی تاریخ کا انتظار فرمائیں۔

14 اگست اور ہماری ذمہ داری

یہ کام چھوڑ دیں یا ان کاموں سے بچیں

۱۔ فضول خرچی کرنے، اس کا موقع فراہم کرنے اور اس کو رواج دینے سے بچیں خصوصاً بچوں کو جھنڈے جھنڈیاں استعمال کرنے سے روکیں کیونکہ یہ فضول خرچی میں داخل ہے۔

۲۔ شیطان کا بھائی ہونے کا لقب ملنے (جو بہت بد بختی کی بات ہے) سے بچیں۔

۳۔ بے پردگی اور بدنگاہی کرنے سے بچیں یہ دونوں بڑے گناہ ہیں۔

۴۔ شوقیہ تصویر کھینچوانا اور تکبر جیسی مہلک بیماریوں سے بچیں۔

۵۔ گانا گانے سننے اور اونچی آواز سے لگا کر دوسروں کو تکلیف دینے سے بچیں۔

۶۔ موٹر سائیکل وغیرہ کے سلنسر کی آواز سے دوسروں کو تکلیف نہ دیں۔

۷۔ اپنے آپ اور اپنی اولاد کو نری محبت اور آزاد معاشرہ سے بچائیں۔

۸۔ نماز باجماعت چھوڑنے یا قضاء ہونے سے بچیں۔

۹۔ بلا ضرورت اس دن بچوں کو باہر سیر کروانے بھی نہ لے جائیں۔

یہ کام کریں یا ان کاموں کی عادت بنائیں

۱۔ شکر ادا کریں۔

۲۔ توبہ و استغفار زیادہ کریں اور دعائیں خوب مانگیں۔

۳۔ رات کو جشن منانے کی بجائے عشاء کی نماز باجماعت ادا کرکے جلدی سو جائیں اور فجر کی نماز باجماعت ادا کریں تو صحیح احادیث کی رو سے آپ کو ان شاء اللہ تعالیٰ ساری رات کھڑے ہو کر عبادت کا ثواب ملے گا۔

۴۔ معمول سے زیادہ تلاوت، تسبیح، ذکر، درود شریف وغیرہ میں اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ مشغول رکھیں۔

۵۔ اسلام نافذ نہ ہونے اور ناشکریاں ہونے کی وجہ اس دن کثرت سے گریہ وزاری اختیار کرنی چاہیے۔

۶۔ اپنے آپ کو آزاد نہیں بلکہ ہمیشہ رب کا غلام سمجھیں۔

۷۔ آزاد معاشرہ سے بچ کر ہمیشہ اچھی صحبت اختیار کریں۔

۸۔ پاکستان اور اہل پاکستان کے حقوق کی ادائیگی کا پختہ ارادہ کریں اور ملک پاکستان کی سالمیت و بقا کی دعا کرتے رہیں۔

اعلان

جامعہ ہذا کے لئے شعبہ حفظ میں دو اچھے معیاری، ماہر، شادی شدہ تجربہ کار اساتذہ کی ضرورت ہے (کم از کم دس سالہ تجربہ ہو) معقول وظیفہ دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ